SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Saturday, July 9, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at 5-45 of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا
بِالْعَدْلِ ط اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج فَاِنْ
تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ
كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ
وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ع (سورہ النساء ۵۸ - ۵۹)

ترجمہ:— اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ خدا تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے۔ بیشک خدا سنتا اور دیکھتا ہے۔

مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی، اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Saturday, July 9, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at 5-45 of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا
بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ
سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ
تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ
كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ
وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ (سورہ النساء ۵۸ - ۵۹)

ترجمہ:— اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ خدا تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے۔ بیشک خدا سنتا اور دیکھتا ہے۔

مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی، اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

Mr. Chairman : Welcome to the 16th Session of the Senate.

Let me begin by announcing the Panel of Presiding Officers. In pursuance of sub-rule (1) of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following Members in order of precedence to form a Panel of Presiding Officers for the July, 1988, Session of the Senate of Pakistan :

1. Mian Alam Ali Laleka
2. Syed Abbas Shah
3. Mr. Sultan Ali Lakhani

Now you can proceed on Mr. Tariq Chaudhary.

OBITUARY

جناب محمد طارق چوہدری : شکریہ ! جناب چیئرمین ! اس سے پہلے کہ سینیٹ کا آج کا باقاعدہ بزنس شروع کیا جائے میں آپ سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو ہم اپنے مرحوم دوست اکرم بوسان صاحب کے بارے میں تعزیتی قرار داد پیش کریں ۔ دوسرا میں اسی ضمن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خلیج میں امریکہ کی ظالمانہ کارروائی کے نتیجے میں اڑھائی سو سے زیادہ مسلمان شہید ہوئے جن میں آٹھ پاکستانی شہری بھی تھے اس ظالمانہ کارروائی کی مذمت کرتے ہوئے ان مرحومین کے لیئے بھی تعزیت کی جائے ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں پہلے محمد اکرم بوسان صاحب کے متعلق جو تعزیتی قرارداد ہے اس کو لے لیتے ہیں ،

جناب وسیم سجاد صاحب ۔

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I would like to move a formal resolution.

That this House expresses its deep sense of loss and condole on the sad demise of Mr. Muhammad Akram Khan Bosan, an honourable Senator of this House. He has been an eminent and distinguished parliamentarian. He was Member of the Assemblies before and he was also a Member of the Senate. He made very valuable contributions to this House. His sad demise would be felt by every person in this House and by his colleagues and the people in Pakistan. We all share the sense of loss with his family. We would like to convey deep condolences of this House to the bereaved family. We pray for the departed soul and also we pray that God Almighty may give strength to the family to bear this irreparable loss. Thank you.

Mr. Chairman : You have heard the resolution. Any other gentleman who would like to express his views on this?

Mr. Muhammad Ali Khan : Mr. Chairman, it is rather with a heavy heart that I rise to condole the sad demise of our former friend and colleague Mr. Muhammad Akram Khan Bosan who was a talented Member of this August House. Before this he was a Member of the National Assembly. He was a patriotic citizen of Pakistan. He has rendered meritorious services for the cause of the country and the organization of Muslim League to which he belonged. I pray to God Almighty that may Allah shower all His blessings on him. I thank you, Sir.

جناب محمد طارق چوہدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

میں اپنے دوست جناب محمد اکرم بوسان صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں ۔ اکرم بوسان صاحب تین برس تک یہاں ہمارے درمیان موجود رہے اور پہلی ٹرم کے آخری مہینوں میں سپریم کورٹ کے فیصلے کی وجہ سے ان کی جگہ نئے ممبر تشریف لائے لیکن ان کی شرافت ان کی متانت اور ان کی وفاداریوں کا تسلسل جو ۱۹۴۶ء سے پہلے مسلم لیگ کے ساتھ شروع ہوا تھا اس

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

کے اعتراف کے طور پر انہیں نئے سینیٹ میں مسلم لیگ کا ٹکٹ دے دیا گیا۔ اور وہ پھر سے ہمارے درمیان آ موجود ہوئے۔ وہ بہت متین، بہت شریف، بہت معزز اور بہت متحمل شخص تھے۔ آج وہ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں، میں ان کے لیئے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

جناب چیئرمین : شکریہ! جناب بنگلزئی صاحب۔

میر حسین بخش بنگلزئی : گرامی قدر چیئرمین! مجھے اپنے دل کی گہرائیوں سے افسوس کرنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ایک انتہائی بزرگ اور محترم کولیگ جناب محمد اکرم بوسان صاحب آج ہمارے درمیان تشریف فرما نہیں ہیں، وہ داعی اجل کو لبیک کہہ چکے ہیں۔ پچھلے تین سالوں میں بحیثیت کولیگ جناب محمد اکرم بوسان صاحب کے ساتھ وقت گذارنے کا موقع ملا انہوں نے انتہائی شرافت اور دیانتداری سے اپنے فرائض منصبی ادا کیئے ان کو پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے ساتھ جو محبت تھی انہوں نے ہمیشہ اس کا اظہار فرمایا۔

آج مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ اور گہرے رنج وغم کے ساتھ یہ اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ کاش وہ ہمارے درمیان ہوتے مگر وہ رحلت فرما چکے ہیں۔ ان کی خدا مغفرت فرمائے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ جناب محمد اکرم بوسان کے لیئے دعا کرتا ہوں کہ خدا انہیں غریقِ رحمت فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبرجمیل عطا فرمائے اور اس ریزولیوشن کو میں اس انداز میں سیکنڈ کرنا چاہتا ہوں کہ اس ریزولیوشن کی ایک کاپی سینیٹ کی طرف سے اِس کے لواحقین کو بھیجی جائے۔ شکریہ!

Mr. Chairman : I would like to associate myself with the sentiments expressed by the honourable Minister for Justice and other honourable Members of this House. Mr. Muhammad Akram Bosan's long and distinguished services in the political arena in his capacity as member, firstly of the provincial legislature and lately of the Central Legislature, and as an active worker of the freedom movement in the formative years of Pakistan will long be remembered. May Allah shower His blessings on the departed soul.

We would send a copy of this resolution along with the sentiments expressed by the honourable Members to the family of the deceased.

قاضی عبداللطیف صاحب : ان کے حق میں دعا فرمائیں۔

قاضی عبداللطیف: اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے وہ ہمارے اچھے ساتھی تھے، ساتھیوں کا حق ہوتا ہے کہ جب وہ آگے چلے جاتے ہیں تو باقی ماندہ اس کے حق میں دعا کریں،

[Qazi Abdul Latif]

روایت میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جانے والے کو اپنے دوستوں اپنی اولاد اور اپنے پسماندگان سے دعاؤں کا انتظار ہوتا ہے، ہم اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

(قاضی صاحب نے دعا فرمائی)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ، ایران کے حادثے کے مرحومین کے متعلق بھی اگر دعا فرمائیں تو بہتر ہو گا۔

قاضی عبداللطیف: یہ ایک انتہائی المناک حادثہ ہے اور تمام انسانیت اس پر یقیناً افسوس اور درد کا اظہار کر رہی ہے اور ہم یقیناً اس حملے کی مذمت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مصیبتوں سے محفوظ کرے ہمارے ملک کو اور تمام اسلامی ممالک کو اللہ تعالیٰ مصائب سے محفوظ رکھے۔

(قاضی صاحب نے دعا فرمائی)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ، جناب محمد طارق چوہدری صاحب

جناب محمد طارق چوہدری : جناب اس تعزیتی وقفہ کے درمیان، میں ایک اور قرار داد چھوٹی سی اسی ضمن میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پچھلے دنوں ایک بہت المناک حادثہ ہوا اس المناک حادثے میں بہت سے لوگوں کے چیتھڑے اڑ گئے، ٹکڑے بکھر گئے اور کچھ تو اس حادثے میں ایسے گئے کہ ان کی ابھی تک خبر یا سن گن نہیں مل رہی ہے، میری مراد یہ ہے کہ مسلم لیگ اور اس کی حکومت کے ساتھ جو حادثہ ہوا ہے اس پر بھی اگر کوئی تعزیت ہو جائے کیوں کہ کوئی آنسو نہیں بہا، کوئی آہ نہیں اٹھی تو اسی وقفہ میں کچھ تھوڑی بہت تعزیت کر دیں۔

Mr. Chairman : I think you have been frivolous. This is no resolution.

POINT OF ORDER *RE* : PRESENCE OF LEADER OF THE HOUSE IN THE HOUSE

جناب محمد طارق چوہدری : پوائنٹ آف آرڈر۔ اس سے پہلے کہ وقفہ سوالات شروع ہو اور سوالات کے وقفہ سے پہلے بجائے خود بہت سے سوالات وضاحت طلب ہیں اور اس بارے میں ہمیں آپ کی رولنگ درکار ہے۔ نمبر ۱۔ یہ کہ آج جس وقت ہم سینیٹ کے اجلاس کی کارروائی

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

کا آغاز کر رہے ہیں۔ روایت رہی ہے کہ یہاں لیڈر آف دی ہاؤس ہوتا ہے۔ آج اس وقت لیڈر آف دی ہاؤس کون ہے اور ان کا تعیّن کس نے کیا ہے۔

جناب چیئرمین: جہاں تک لیڈر آف دی ہاؤس کے سوال کا تعلق ہے۔ جب ملک کا پرائم منسٹر عام حالات میں موجود ہو اور حکومت معمول کے مطابق کام کر رہی ہو تو پرائم منسٹر ہی لیڈر آف دی ہاؤس ہوتا ہے۔ لیکن جب ملک میں care-taker گورنمنٹ ہو تو ہمارے رولز extra ordinary situations اس کے متعلق کچھ نہیں کہتے یہ ایک ہے لیڈر آف دی ہاؤس وہی ہو گا۔ جو آپ یا یہ معزز ایوان تسلیم کرے یا الیکٹ کرے کہ یہ لیڈر آف دی ہاؤس ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر ختم نہیں ہوا۔ علامہ صاحب نے فرمایا تھا۔

ساکنانِ دشت و صحرا میں ہے تو سب سے الگ
کون ہیں تیرے آبا کس قبیلے سے ہے تو

اس نسبت سے جو ہمارے سینیٹ کے ممبرز ہیں ان کی موجودگی

ہمیں سمجھ میں آتی ہے ۔ لیکن جو لوگ سینیٹ کے ممبر نہیں ہیں۔ اور خاص طور پر وہ لوگ جو کبھی ۔بی ڈی ممبر تک منتخب نہیں ہو سکتے جن کا واشنگٹن سے پاکستان کا سفر صرف وزارت کے لیئے ہوتا ہے ان کی حیثیت کا آپ تعین کریں اور یہ بھی کہ کیا وزیر اعظم کے بغیر کوئی کابینہ موجود ہو سکتی ہے خاص طور پر اس حالت میں جب کہ پاکستان کے اندر فی الوقت پارلیمانی نظام حکومت موجود ہے اور پارلیمانی نظام حکومت کی موجودگی میں ابھی تک یہاں صدر راج نافذ نہیں کیا گیا ہے کیا صدر مملکت نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ بھی اپنے پاس رکھا ہے یہ وہ سوالات ہیں جن کا ہمیں جواب چاہیئے اس کے بعد.....

جناب چیئرمین: سوالات کے اٹھانے کے لیئے اور پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کے لیئے ایک مخصوص طریقہ ہے اگر آپ کو اس پر اعتراض ہے تو میری درخواست ہو گی اس مخصوص طریقے کے مطابق کام کریں ۔ جہاں تک لیڈر آف دی ہاؤس یا پرائم منسٹر کا تعلق ہے care-taker گورنمنٹ میں تو مجھے قانون کا کوئی ایسا مسئلہ نظر نہیں آتا کہ وہ ضرور ہونا چاہیئے یا نہیں ہونا چاہیئے بہر حال آپ کو اعتراض ہے کہ وہ ہونا چاہیئے تو اس کے لیئے

[Mr. Chairman]

اور کئی ادارے موجود ہیں - جو اس بات کا تصفیہ کر سکتے ہیں -

Syed Abbas Shah : Sir, those Members of the Parliament who are not Members of the House and they have come. We do not know exactly their identity. Whether they belong to the House or to the Parliament. Any way as Mr. Chaudhary has said that some of them have come from Washington, we do not even know their nationality, Sir.

Mr. Chairman : If there are strangers in the House you can point them out. But it is not my responsibility to introduce you to the Members of the House. Please take your seat. Question Hour.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, I suggest that Mr. Aslam Khattak, who is the Senior Minister, may be appointed as the Leader of the House.

Mr. Chairman : It is entirely upto the House.

Akhunzada Behrawar Saeed : There is nothing in the Constitution about the Senior Minister. It is absolutely a new case.

Mr. Chairman : Senate is not the place where you can raise these objections. I have pointed out and I thought you would have understood what I meant. If you have any objection to the constitution of the care-taker Government in the form that it is functioning today, Senate is not the forum to raise this issue. The interpretation of the Constitution is not the responsibility of this House or for that matter of the Parliament as such. It is the responsibility (and this House has ruled on this several times) of the superior courts and you can agitate this matter in the superior courts if you so wish. But the interpretation of the Constitution is not for the Senate. That is why there is a segregation of the functions of the مقننہ or the legislature.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : Mr. Chairman, it is for the House to elect its leader and we fully support the move that Mr. Aslam Khattak should be the Leader of the House.

Mr. Chairman : Well, this is what I have said in the beginning that it is entirely upto the House. It has been proposed and now it has been formally seconded. I will put it to the House.

The question is :

"that the House elects Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak as Leader of the House."

(The motion was carried)

Mr. Chairman : Mr. Aslam Khan Khattak is declared as Leader of the House.

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman : Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi. Question No. 1

RECRUITMENT OF PIA EMPLOYEES FROM SIND

1. ***Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi :** Will the Minister for Defence be pleased to state the total number of persons recruited in the PIA since 1985 from urban and rural areas of Sind indicating also their names, grades/scales, domiciles with district-wise break-up?

Mr. Mahmud A. Haroon : From 1st January, 1985 to 31st May, 1988, 1100 employees were recruited in PIAC from Sind urban and Sind rural.

2. Their names, grades and domiciles with district-wise break-up is shown in Appendix 'A' and 'B'.

(Annexures have been placed in the Senate Library.)

جناب چیئرمین : ضمنی سوال کوئی نہیں اگلا سوال جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب -

BANK DACOITIES

2. ***Prof. Khurshid Ahmed :** Will the Minister for Interior be pleased to state :

(a) the total number of bank dacoities committed during the period from 1st March, 1985 to-date indicating also the names of the banks, date of dacoity and the amount looted in each case separately with province-wise break-up; and

(b) the number of dacoits arrested in these cases and the details of sentence or punishment, if any, awarded to the culprits in these cases ?

Malik Nasim Ahmed Aheer : The requisite information is being collected from the concerned agencies and will be laid on the Table of the House in due course.

پروفیسر خورشید احمد : کیا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ کتنا وقت متعلقہ منسٹر کو ملا تھا اور وہ معلومات نہیں دے سکے - اس لیئے کہ سوال کافی عرصے پہلے بھیجا گیا تھا -

ملک نسیم احمد آہیر : جناب میں اس سلسلے میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ اس معزز ایوان میں کوئی ایسی چیز پیش نہیں کیجا سکتی جو inaccurate ہو جس کی صداقت پر شبہ ہو سارے ملک میں ڈکیتی ہر روز کہیں نہ کہیں ہوتی رہتی ہے ۔ اور جو تفصیلات آپ نے طلب کی ہیں ان کی فراہمی میں ہمیں کچھ مشکل پیش آرہی ہے۔ اگر آپ جنرل مانگتے ہیں تو میں اگلے rota day پر دے سکتا ہوں ۔ لیکن اگر آپ اس کی مکمل تفصیلات مانگتے ہیں تو اس کے لیئے ہمیں کافی وقت درکار ہوگا ۔

پروفیسر خورشید احمد : پھر میرا سوال وہی ہے میں نے بہت specific پوچھا ہے ۔ مارچ ۸۵ء سے آپ پندرہ دن پہلے تک دے سکتے ہیں کہ ایک مہینے پہلے تک ہمارے پاس یہ معلومات ہیں یا آپ یہ انتظار کر رہے ہیں کہ آئندہ بھی جو ڈکیتیاں ہوں گی وہ شامل کرنی ہیں ۔

ملک نسیم احمد آہیر : جناب آپ نے کہا ہے کہ اب تک۔ تو اب تک سے مراد اس وقت تک بھی ہو سکتا ہے ۔

جناب چیئرمین : لیکن آپ کوئی کٹ آف ڈیٹ خود مقرر کر سکتے ہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : میں نے سوال کافی پہلے بھیجا تھا ۔

جناب چیئرمین : کٹ آف ڈیٹ آپ خود مقرر کر سکتے ہیں ۔

ملک نسیم احمد آہیر : میرا خیال ہے کہ آپ ۳۰ جون تک رکھ لیں تو زیادہ مناسب رہے گا ۔

جناب چیئرمین : ۳۰ جون تک ٹھیک ہے ۔

ملک نسیم احمد آہیر : یہ ۳۰ جون جو گذر چکی ہے اگر اس میں یہ ۱۰ دس دن بھی شامل کرنا چاہتے ہیں تو ۹ جولائی تک آپ کہیں تو میں معلومات اکٹھی کرکے آپ کو دے دوں گا ۔

جناب پروفیسر خورشید احمد : یہ تو صرف آپ بات کو ٹالنے والی چیز کر رہے ہیں آپ ۳۰ جون تک دے دیں آپ ۳۱ مئی تک دے دیں ۔

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب ۳۰ جون تک صحیح ہے آپ اگلے روٹا ڈے پر ۳۰ جون تک کے اعداد و شمار ایوان کی میز پر رکھ دیں ۔

Mr. Ahmed Mian Soomro : On a point of information, Sir.

If the question was sent upto-date, it would mean the day the question is received upto that date and I don't think there is anything vague which the honourable Minister is not able to answer. They had been given almost six weeks. There is no reason why the Senator should not get a definite reply?

Mr. Chairman : Well, the Minister is now promising and, I think, the honourable Member has also agreed that the information pertaining to the period upto 30th June, 1988 will be forthcoming at the next rota day. I think that should satisfy the House.

Next Question - Prof. Khurshid Ahmed.

3. ***Prof. Khurshid Ahmed :** Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state whether it is a fact that Islamabad Commerce College's annual sports were covered on the television because the son of the Managing Director, PTV, is studying in the same college and no such coverage was given to other colleges or universities?

Mr. Illahi Bukhsh Soomro (read by Mr. Wasim Sajjad) : Yes. The annual sports day of the Islamabad Commerce College was covered by PTV News for local news bulletin on 9th March, 1988. This is, however, incorrect that the function was covered because Managing Director's son is a student of the above College.

Mr. Chairman : Supplementary Question?

Prof. Khurshid Ahmed : No, Sir.

Mr. Chairman : No supplementary question.

The next one No. 4 has been transferred to the Finance Division and, I think, it will be coming for answer on the 19th July, 1988.

Next question - Qazi Abdul Latif Sahib.

PRISONERS IN JAILS

5. ***Qazi Abdul Latif :** Will the Minister for Interior be pleased to state the total number of prisoners in various Jails of Pakistan as on 31st March, 1988 indicating also the number of accused in Judicial Lock up with province-wise break-up?

Malik Nasim Ahmed Aheer : The requisite information in respect of prisoners in all jails in the Punjab province is given in Annexure-I. The information in respect of other provinces will be laid on the Table of the House in due course.

Annexure I

GOVERNMENT OF PAKISTAN

MINISTRY OF INTERIOR

(A)	Number of Male Convicts	7851
	Number of Female Convicts	106
	Number of Juvenile Convicts	196
	Total number of Convicts	8153
(B)	Number of Male Undertrials	18576
	Number of Female Undertrials	41
	Number of Juvenile Undertrials	28
	Total number of Undertrials	18645
(C)	Number of untrial Prisoners in judicial lock up	988

قاضی عبداللطیف : ضمنی سوال۔

جناب چیئرمین : جی قاضی صاحب!

قاضی عبداللطیف : جناب والا! صوبہ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے، اس کے متعلقہ ساری تعداد بتادی گئی ہے۔ باقی جو چھوٹے صوبے ہیں ان کی تعداد کا نہ آنا، یہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اس وقت ان کی تعداد پیش کیوں نہیں کی جارہی ہے۔

ملک نسیم احمد آہیر : جناب چیئرمین! ہم نے تمام صوبوں کو لکھا تھا، پنجاب سے متعلق معلومات جلد مل گئی ہیں، باقی صوبوں کو ہم نے دوبارہ ٹیلیگرام بھیجے ہیں کہ جلدی سے یہ تفصیلات مہیا کریں۔ تاکہ یہ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کی جاسکیں۔ انشاءاللہ ان صوبوں کے متعلق تفصیلات بھی آپ کے سامنے جلد آجائیں گی۔

جناب چیئرمین : مطلب یہ ہے کہ بڑا صوبہ چھوٹے صوبوں سے زیادہ efficient ہے ۔

قاضی عبداللطیف : ان تفصیلات کے موصول ہونے کی کب تک توقع کی جاسکتی ہے ۔ کیا کوئی تاریخ مقرر کی جاسکتی ہے ۔

جناب چیئرمین : جناب نسیم آہیر صاحب!

ملک نسیم احمد آہیر : میرے خیال میں شاید اب صوبائی حکومتیں جلدی تفصیلات مہیا کر سکیں گی ۔ خصوصاً آپ کے صوبہ سے مجھے توقع ہے کہ نئے چیف منسٹر صاحب جو کہ اس معزز ایوان کے رکن بھی ہیں ، جلدی یہ تفصیلات مہیا کر دیں گے ، پھر میں آپ کے سامنے پیش کر دوں گا ۔

قاضی عبداللطیف : " نو عمر مجرمان کی تعداد " یہ مرد اور خواتین مجرموں سے کیا علیحدہ ہے ۔

ملک نسیم احمد آہیر : جی ہاں ، ان سے علیحدہ ہے ۔

قاضی عبداللطیف : یہ جو " بغیر مقدمات کے عدالتی حوالات میں قید ملزمان کی تعداد " بتائی گئی ہے ۔ اس کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں ۔

ملک نسیم احمد آہیر : یہ انڈر ٹرائل ہوتے ہیں جن کے مقدمات عدالتوں میں ہیں اور ابھی ان کا فیصلہ نہیں ہوا ۔

قاضی عبداللطیف : یہ کتنی معیاد تک بغیر مقدمے کے رکھے جا سکتے ہیں ۔

ملک نسیم احمد آہیر : یہ سب کوئی جیل میں نہیں پڑے ہوئے ہوتے ، ان میں سے کچھ کی ضمانت ہو چکی ہوتی ہے ، کچھ کی نہیں یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے مقدمات ابھی زیر سماعت ہیں ۔ ان میں کچھ جیلوں میں بھی ہو سکتے ہیں جن کے جرائم زیادہ سنگین ہیں ۔ باقی لوگوں کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے ۔

جناب احمد میاں سومرو : تو پھر Judicial lock-up میں کیسے رکھے جا سکتے ہیں ؟

ملک نسیم احمد آہیر : دیکھیں جی ، میں جزو "ج" جو کہ نیچے درج ہے "بغیر مقدمات کے عدالتی حوالات میں قید ملزمان کی تعداد" یعنی جو کہ ابھی تک حوالات میں ہیں جو کہ انڈر انویسٹیگیشن ہیں ....

جناب چیئرمین : شاید یہ وہ لوگ ہیں جن پر مقدمہ چل رہا ہوتا ہے جن کا ابھی "سزا یا جزا" کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہوتا ، اور ان کو انڈر ٹرائل کہتے ہیں ۔

قاضی عبداللطیف : وہ تو جناب والا! اس سے پہلے کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ زیر سماعت مقدمات میں ملوث مرد ملزمان کی تعداد کیا ہے ۔ اور یہ تعداد جو ہے یہ بغیر مقدمات کے عدالتی حوالات میں قید ملزمان کی ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ کون سی جزو ہے ۔

ملک نسیم احمد آہیر : جناب جزو " ج " ہے کہ بغیر مقدمات کے عدالتی حوالات میں قید ملزمان کی تعداد ۹۸۸ ہے ۔ عدالتی حوالات جو ہوتی ہے جس میں Preventive Detention ہے یا اس قسم کی حوالات ہوتی ہیں ......

جناب چیئرمین : جو مقدمات زیر تفتیش ہوتے ہیں ، ان کے ملزموں کو یا تو حوالات میں رکھا جاتا ہے یا جوڈیشل لاک اپ میں رکھا جاتا ہے اور چالان سے پہلے ہی جب تک اس کی ضمانت نہیں ہوتی ہے اس میں اس قسم کے ملزمان آتے ہیں ۔ بہر حال ۔

قاضی عبداللطیف : بغیر مقدمات کے حوالات میں رکھنے کی کیا کوئی معیاد ہو سکتی ہے یعنی کتنی معیاد تک اس کو حوالات میں رکھا جا سکتا ہے ۔

ملک نسیم احمد آہیر : جناب والا! یہ تو آپ کو پولیس والے ہی بتا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : یہ معاملہ پولیس کے رحم وکرم پر ہوتا ہے۔

اگلا سوال ، صوبیدار مندوخیل صاحب۔ سوال نمبر ۶۔

T. V. PROGRAMMES IN ZHOB DIVISION

6 ***Mr. Subaidar Khan Mandokhel** : Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state :

(a) whether it is a fact that arrangements were made to show T. V. programmes in the area of Zhob Division and according to the first announcement they were to be shown in December, 1987; if so, the reasons for the delay in starting these programmes in the said area ; and

(b) the date on which the television transmission will be shown in Zhob Division ?

Mr. Illahi Bukhsh Soomro (Read by Mr. Wasim Sajjad) : (a) No such arrangements were made.

(b) As soon as the project is approved and funds are allocated, action will be taken for TV signal to cover the Zhob area.

Mr. Chairman : Supplementary Question : No

Next Question Mr. Mohammad Mohsin Siddiqui.

DAILIES WITH CIRCULATION

7. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui** : Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state :

(a) the number of daily newspapers published in the country and their circulation separately in each case ; and

(b) the total amount of Government advertisements given to each of them during the financial year 1986-87 ?

Mr. Illahi Bukhsh Soomro (replied by Mr. Wasim Sajjad) : (a) At present, a total number of 134 daily newspapers are published in the country. Names and the place of publication of these newspapers is given in Annexure I. The

[Mr. Illahi Bukhsh Soomro]

information on circulation of the newspapers is sensitive in nature and its divulgance may affect the good relationship that the Government has with the Press.

(b) Release of Government advertisements during the year 1986-87 amounted to Rs. 8,94,98,175. The total space and the amount of Government advertisements released to each newspapers is given in Annexure II.

(Annexures have been placed in the Senate Library).

Mr. Chairman : Supplementary question.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : Sir, the first thing that comes to my mind is what is this sensitive nature that it cannot be divulged ? Is it under any law, code or privilege that this information is being withheld ?

Mr. Wasim Sajjad : Sir, this is an understanding with the A.P.N.S. However, if the honourable Senator would like to know the details he can visit us in the Ministry of Information and we can give it to him but it would not be in the public interest to make this disclosure publicity.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : I, as a Member of this august House, would like the information to be placed on the Table of the House so that public should know on what criteria and basis these advertisements are being given, whether Government money is being used for favouritism or for promoting a particular paper, for victimization or for pressure. We must know the criteria. We are, as a Member, entitled to that unless you can quote any law or any code or any Secrecy Act under which you can with hold this information. I am sorry to say that this is not a correct approach to the Members and their questions.

Mr. Chairman : I tend to agree with the honourable Member that there is nothing sensitive about this type of information that it can not be divulged to the House. Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : Would the honourable Minister clarify whether the statement in the last sentence of (a) :

> "The information on circulation of the newspapers is sensitive in nature and its divulgance may affect the good relationship that the Government has with the Press".

Applies to the Frontier Post as well ?

Mr. Wasim Sajjad : It applies to all newspapers in Pakistan.

Mr. Javed Jabbar : Would the honourable Minister care to comment whether the recent action initiated by the Central Board of Revenue against the Frontier Post is part of this good relationship ?

Mr. Wasim Sajjad : Sir, if the Central Board of Revenue has taken any action it must be in connection with public revenues, it does not concern the Information Ministry.

Mr. Javed Jabbar : Sir, does that mean that of all the newspapers and magazines published in Pakistan, the Frontier Post is the only newspaper that has violated any law or regulation regarding tax ?

Mr. Chairman : I think the honourable Minister's contention is that you can maintain good relation with any individual even if you have to ask him to pay his taxes. Mr. Mohsin Siddiqui.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : I would like to know what is the criteria followed for giving advertisements and who is the deciding authority for that ?

Mr. Chairman : Have you finished with the first part of your question ? I only wanted to bring to the notice of the honourable Minister that there is nothing sensitive as I said before about this type of information being divulged to the House. I here have the examples of at least two papers.

ABC Certified جنگ" باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

پاکستان کے ہر روز نامہ سے زیادہ"

Now, if they are publishing and giving publicity to this type of information why should it be withhold from the House. Similarly, the Pakistan Times claims : "published simultaneously from Islamabad, Lahore, National English daily with the largest circulation". Now, if a claim is made there must be some authority behind the claim. Some evidence to substantiate that claim and this is what the honourable Member and the House would be interested in. So, I don't think this information should be with hold from the House unless there is some law or rule as the honourable Member has said.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, as I said that it is not that the circulation figures are not available. But the disclosure was not intended to be made for obvious reasons. I will convey the observations of the honourable Chair to the Minister concerned and I am sure he will take notice of that. The second question was Sir, regarding the policy in this connection. Of course, the primary consideration in issuing advertisements is to obtain maximum publicity for the advertisements, and at the same time to keep in view the overall requirement such as language of the newspaper and its get up as well as the budgetary limitation indicated by the sponsoring authority. If publicity is required in Lahore and Multan areas, advertisement can not be given for obvious reasons to papers published from Karachi or Sukkur or *vice versa*. Although the ordinary circulation is the major criterion for release of advertisements, ability of the newspapers for advertising targets, their readership, their service to the cause of Pakistan, observance of the code of conduct and the prescribed standard of newspapers and periodicals on the approved central media list are other important factors.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : Recently the rates of advertisement have been enhanced by 50%. What are the reasons for it and what is the extent of burden on the national exchequer ?

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I will require a fresh notice for this question.

Mr. Chairman : Fresh notice. Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین محترم ! وزیر عدل صاحب نے کہا ہے کہ اخبارات کی سرکولیشن کے بارے میں چیئر نے جو ruling دی ہے کہ وہ معلومات ایوان کو فراہم کی جا سکتی ہیں وہ یہ بات وزیر متعلقہ کو پہنچا دیں گے ۔ اور وہ اس کا نوٹس لیں گے ۔ میرا خیال ہے کہ یہ جواب صحیح نہیں ہے ۔ چیئر کی رولنگ کے بعد ان کو یہ وعدہ کرنا چاہیئے کہ یہ معلومات ایوان کو فراہم کی جائیں گی ۔

جناب چیئرمین : ایک چیز کا آپ خیال رکھیں کہ Chair کسی وزیر کو force نہیں کر سکتی کہ یہ جواب دے یا نہ دے ۔ اور نہ چیئر کسی وزیر کو اس پر force کر سکتی ہے کہ کس ٹائپ کا جواب دے میں نے ایک رائے کا اظہار کیا ہے کہ اس ٹائپ کی انفارمیشن نہیں ہے ۔ جو ہاؤس سے withheld کی جائے ۔ اب یہ گورنمنٹ کے یا وزیر متعلقہ کی صوابدید پر ہے کہ اس کے متعلق اور کیا کرنا چاہیئے ۔ In ordinary circumstances I agree کہ چیئرمین کی اگر کوئی wishes ہیں کسی معاملے میں ، تو ان کا احترام کیا جائے ۔

پروفیسر خورشید احمد : چیئرمین اس معاملے میں symbolize کر رہا ہے اس ہاؤس کو....

Mr. Chairman : exactly.

پروفیسر خورشید احمد : اور ہاؤس کو دستور کے تحت یہ حق حاصل ہے کہ وہ جو کچھ معلومات حاصل کرنا چاہے اس کو دی جائیں اور اگر ہم اپنے رولز آف بزنس کو دیکھیں تو اس کے اندر ایسی انفرمیشن جو security یا nationally sensitive ہو اس کے بارے میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ وہ بھی حکومت چیئرمین کو disclose کرنے سے انکار نہیں کرسکتی. ہاں پھر چیئرمین کی discretion ہے۔ کہ آگے کمیٹی کو دے یا نہ دے ۔ جب چیئر نے ایک خاص چیز کے بارے میں یہ بات کہی کہ یہ sensitive information نہیں ہے اور یہ ایوان کا حق ہے کہ یہ انفرمیشن آئے اس کے بعد وزیر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اسے مانے اور ایوان کے سامنے اسے لے کر آئے ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں وزیر انصاف صاحب کی ایک مجبوری یہ بھی ہے کہ جب تک وزیر متعلقہ نہیں ہے اور

[Mr. Chairman]

اس سے بات نہیں ہو جاتی وہ اپنے آپ حکومت کی طرف سے یا اس منسٹری کی طرف سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتے۔

Prof. Khurshid Ahmed : Senior Minister is supposed to be here.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, perhaps one can draw the attention of the honourable Minister to the occasion in Lahore when the person to whom he presently reports, the President, the Head of the State, stated publicly at a function at which I was present that he would request all newspapers to publish their circulation figures on the mast head each day. A commitment was made to this effect by the then Chairman of the National Press Trust in the presence of hundreds of people. Now if the honourable Minister reports to the same official today, I think that the disclosure of that information is not in contradiction to any Government policy.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, these observations will also be conveyed to the honourable Minister.

Mr. Chairman : And you have taken note of it.

(*Pause*)

Mr. Chairman : Next question. Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : Question No. 8.

جناب چیئرمین : سوال نمبر ۸ کا تو ابھی جواب نہیں آیا۔ معلومات جمع کی جا رہی ہیں۔

Malik Nasim Ahmed Aheer : Again, I am sorry that I have not been able to collect the information because it involved a lot of work. I would request that it may be put to the next rota day.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : Mr. Chairman, through you, I would like to submit that the honourable Minister for Interior is a very competent person. This question was given to his Ministry just after the closing of the last session. I think more than two months have passed. Would he not like to pull his Ministry and stream-line the organization so that this House gets the information in time.

Malik Nasim Ahmed Aheer : Sir, during the period that Assembly was dissolved, I think, the bureaucracy did not take us seriously and they thought

probably they will not be facing this sort of situation. But with the changed circumstances now, I think once again we will be able to stream-line all the information, very soon.

Mr. Javed Jabbar : Nothing has changed, Mr. Chairman.

پروفیسر خورشید احمد: اگر جناب وزیر داخلہ کی یہ
observation درست ہے کہ جس زمانے میں اسمبلی نہیں تھی۔

Bureaucracy did not take seriously the questions which have been transmitted from the Senate, then I think it would be a violation of the privilege of the Senate. Senate was there.

Mr. Chairman : No, I think what he meant was that since it was not clear who would be the person from the Government who would be answering this question in the Senate, he could not pursue it as energetically as ordinarily he would have, I think this is what he meant.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : Mr. Chairman, when should we expect this information ?

Malik Nasim Ahmed Aheer : I think, Sir, by the next rota day the information should be available.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : Very good.

Mr. Chairman : Right. Thank you. Next Question. Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui. No. 9.

ILLEGAL ENTRY INTO PAKISTAN FROM INDIA

9. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui :** Will the Minister for Interior be pleased to state :

(a) the steps taken by the Government to check illegal entry from India through eastern borders generally and from the border of Sind particularly ; and

(b) the total number of persons arrested during the last three years on charges of making illegal entry into Pakistan from India through Sind border, indicating also the action, if any, taken against them ?

Malik Nasim Ahmed Aheer : (a) The influx of Indian illegal entrants from eastern border is controlled by the Pakistan Rangers/Provincial Governments. The authorities concerned have full control over the border. Recently instructions have been issued to Pakistan Rangers to push back Indian illegal entrants. If any one succeeds to enter Pakistan illegally the authorities concerned take legal action against him and he is repatriated back to India on completion of his terms of imprisonment awarded to him by a court for illegal entry.

[Malik Nasim Ahmed Aheer]

(b) References have been made telegraphically to the D.G. Pakistan Rangers, FIA and the Government of Sind to furnish the requisite report. Their reply is awaited. We are trying to get the reply as soon as possible. The reply will be placed on the Table of the House as soon as received.

"سر مجھے افسوس ہے کہ آج جو بہت سے سوالات اٹھائے گئے ہیں ان کی information میں اس ہاؤس کے سامنے نہیں لا سکا۔ اس کی بنیادی وجہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کر دی ہے اور جب سے دوبارہ چارج سنبھالنے کے بعد یہ سوالات میرے پاس آئے تو میں نے ان کو از سر نو ہدایات دی ہیں مگر یہ تفصیلات اتنی لمبی چوڑی ہیں جن کے لیئے وقت درکار ہو گا۔ میں ان سے گزارش کروں گا۔ اسے غفلت کہہ لیجئے یا کچھ کہہ لیجئے۔ اس کے لیئے میں معذرت خواں بھی ہوں۔ مجھے وقت دیں بس انشاءاللہ اس کو بھی next rota day تک ہاؤس کے سامنے پیش کر سکوں گا۔

جناب چیئرمین : جناب محسن صدیقی صاحب۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : In this connection I would like to draw, through you, Sir, the attention of the honourable Minister that this illegal entry is a cause of great danger to us because many people in Sind, specially non-Muslims, have entered and they are involved in sabotage activities, as we know, in many cases in Karachi and Sind. Therefore, he should kindly also get the information about these people who have been involved in such activities. The second thing that I would like to place through you, Sir, is that why this matter is not being taken up with the Indian authorities when the Indian authorities,

as a matter of fact, are shooting on their border if anybody tries to make illegal entry. So, why this matter has not been taken up so far with the Indian authorities, so far as the border of India is concerned.

Malik Nasim Ahmad Aheer : I think, Sir, the information of the honourable Member is not correct. Recently we held a meeting between the Secretaries of Interior of the two countries – India and Pakistan, where this matter was discussed in detail. In certain portions we decided to seal the border. So, I think this information is not correct that we have not taken up the matter with the Indian Government. We have taken it up. Steps are being taken. We can assure you that the interest of Pakistan shall be protected.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : I am talking of the Sind border not the Punjab border.

Malik Nasim Ahmed Aheer : Sir, I am talking of the Pakistan border. I here represent the Government of Pakistan, not the Government of Sind or Punjab.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : I have specifically put the question for Sind border.

Malik Nasim Ahmed Aheer : Sir, I am saying that it is the overal responsibility of the Government of Pakistan that the borders should be protected whether they are with Afghanistan, China or India. We are fully prepared to protect our borders. As far as this problem is concerned, the Government is very, very serious. We have taken certain very strong measures. I assure the honourable House that no illegal entry will be permitted and if anybody is found there he will be dealt with according to law.

Mr. Javed Jabbar : Supplementary, Sir. In view of the answer provided by the honourable Minister and his amplification I still do not reconcile the second part of the answer under (a), namely :

> "If any one succeeds to enter Pakistan illegally the authorities concerned take legal action against him......"

How does the honourable Minister explain the fact that thousands of people from Bangla Desh continue to come and settle in Karachi against whom, to the best of my knowledge, no legal action has been instituted ?

Mr. Chairman : The answer is, porous borders..

Mr. Javed Jabbar : It means that we are not accepting the explanation given by the honourable Minister.

Mr. Chairman : Well, this is what appears to be the case in the light of what you have said.

Next question. Mr. Tariq Chaudhry.

PROVINCIAL SECRETARIES, COMMISSIONERS AND D. Cs. FROM CENTRAL SERVICE

10. ***Mr. Muhammad Tariq Chaudhry** : Will the Minister Incharge of the Establishment Division be pleased to state :

(a) the total number of Secretaries and Commissioners working in various provincial departments indicating also their province-wise break-up;

(b) the total number of Secretaries and Commissioners of these departments who belong to Central Service with department-wise and province-wise break-up ; and

(c) the names of districts of all the four provinces where presently posted Deputy Commissioners hail from the Central Service indicating also the names of districts where Deputy Commissioners from provincial service are posted.

Sahabzada Yaqub Khan (replied by Mr. Wasim Sajjad) : The information is not readily available with the Establishment Division. The same is being collected from the provinces and will be placed before the Senate as soon as it is received.

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین ! آپ ذرا اس سوال کی نوعیت پر غور کریں۔ اس کے بارے میں معلومات گلیوں، محلوں، بازاروں میں سے اکٹھی نہیں کرنی ہیں ۔ صوبوں میں ان شعبوں کے جو انچارج ہیں محض انچارج کو ایک ٹیلیفون کرنے کی بات ہے۔ یہ بالکل غیر ذمہ داری والی بات ہے ۔ یہ ہمیشہ ہر اہم سوال کا جواب اسی طرح دیتے ہیں تاکہ نہ ضمنی سوال کیئے جا سکیں، اور نہ اصل بات سامنے آ سکے ۔ یہ بالکل غیر ذمہ داری کی بات ہے ۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ یہ بالکل ٹھیک رویہ اپنائیں ۔ یہ اس طرح ہاؤس کی تضحیک مت کریں۔

جناب چیئرمین : جہاں تک آپ کے ارشادات کا تعلق ہے وہ (الف) جزو کے متعلق تو بالکل صحیح ہے۔ لیکن جزو (ب) اور (ج) میں کچھ مشکلات ضرور پیش آسکتی ہیں۔

These say :

(b) the total number of Secretaries and Commissioners of these departments who belong to Central Service with department-wise and province-wise break-up ; and

(c) the names of districts of all the four provinces where presently posted Deputy Commissioners hail from the Central Service indicating also the names of districts where Deputy Commissioners from provincial service are posted :

تو صرف (الف) کا جواب ٹیلیفون پر بھی لیا جاسکتا ہے لیکن باقی کے متعلق میرے خیال میں معلومات جمع کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔

جناب محمد طارق چوہدری : کاش یہ ابر کرم کبھی ہم پر بھی برسے۔ یہ وزیروں پر ہی برستا رہتا ہے۔

جناب چیئرمین : ہاؤس کی رہنمائی کے لیئے سب پر برستا ہے

Mr. Javed Jabbar : Supplementary, Sir. Despite your very able defence of the honourable Minister's inability to provide this information I would say......

Mr. Chairman : I was not defending the Minister, I was stating a position of fact.

Mr. Javed Jabbar : Right. But Mr. Chairman, I still cannot understand how the Establishment Division which has access to an O&M Wing, has access to a Computer Wing, has access to consistently increasing resources on non-development expenditure, has not yet been able to computerize such basic data which should be available at the press of a button. So, surely Mr. Chairman, do not give explanation on behalf of the Minister when he has such a poor case.

Mr. Chairman : Would you (Minister for Justice) like to say anything in your defence now.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, the answer very clearly states that we are seeking this information from the provinces. We appreciate the suggestion of the honourable Member that we should provide computers to the Establishment Division

[Mr. Chairman]

and all the provinces in all the concerned departments but nevertheless, Sir, at the moment this information is not readily available even on the computer.

Mr. Chairman : If you computerize the information it certainly would be available. But it is not computerized; that is one of the difficulties. To that extent I think the observation of the honourable Member is correct. This is the type of information which I would say should be available on finger tips.

Mr. Wasim Sajjad : We note the observation of the Chair, Sir.

Mr. Chairman : Next question. Mr. Tariq Chaudhry.

VEHICLES DESTROYED IN OJHRI CAMP INCIDENT

11. ***Mr. Muhammad Tariq Chaudhry :** Will the Minister for Interior be pleased to state the total number of vehicles destroyed or damaged during the incident of Ojhri Camp, indicating also the amount of compensation, if any, paid to the owners of these vehicles separately in each case ?

Malik Nasim Ahmed Aheer : The requisite information is at Annexure I and II respectively.

Annexure I

NUMBER OF VEHICLES PARTIALLY AND TOTALLY DAMAGED IN OJHRI CAMP INCIDENT

	Rawalpindi	Islamabad	Total
Number of vehicles partially damaged ...	66	42	108
Number of vehicles totally damaged ...	14	1	15
Total ...	80	43	123

Annexure II

AMOUNT OF COMPENSATION PAID TO THE OWNERS WHOSE VEHICLES WERE TOTALLY DAMAGED IN OJHRI CAMP INCIDENT

S. No.	Name and address of the owner	Vehicle No. and Model/Make	Amount of Compensation	Payment status
1	2	3	4	5
A.—Rawalpindi				
			Rs.	
1.	Rev. Noble S. Gill R-30 DD-19/2, Shamasabad, Rawalpindi.	RIK-7821/82	35,000	Paid.
2.	Hameed Ullah s/o Abdullah r/o DD-79/47 Gulshan Dadan Khan, Rawalpindi.	138-229 Toyota Corolla.	36,095	Paid.

1	2	3	4	5
			Rs.	
3.	Mohammad Ahsan s/o Hazoor-ud-Nabi, H/No. 9, Ghosia Colony, Rawalpindi.	Motor Cycle Honda RIS-3079	24,000	Paid.
4.	Aftab Ahmed s/o Haji Mohammad Yaqoob DD/37, Gulshan Dadan.	RIK-4133 Toyota Corolla.	40,000	Paid.
5.	Mohammad Hussain s/o Mohammad Ali. H/No. BV-286, Muslim Street, Service Road, Rawalpindi.	RIR-974 Datsun Taxi.	48,000	Paid.
6.	Mohammad Iqbal Babu s/o Jan Mohammad r/o 173 Neelam Block, Iqbal Town, Rawalpindi.	LEW-9848 Toyota Corolla.	60,000	Paid.
7.	Mohammad Rafique H. No. DD 31-2, Gulshan Dadan Khan, Rawalpindi.	RIJ-1761	50,000	Paid.
8.	Javed Akhtar s/o Mahmood Akhtar r/o Dhoke Babu Irfan, Rawalpindi.	RIE-3745 Yamaha Motorcycle.	10,000	Paid.
9.	Mohammad Tahseen Agri. Officer r/o DD/63/28, Gulshan Dadan Khan, Rawalpindi.	LHG-6107 Honda Motorcycle.	12,000	Paid.
10.	Arif Anwar H/No. DD/19/6, Gulshan Dadan Khan, Rawalpindi.	ID-9617 Toyota Car.	65,000	Paid.
11.	*Mrs. Naila Rizwan Widow of Rizwan Ali H. No. 75/4, St. No. 36, F-6/1, Islamabad.	Suzuki Car IDB-912/1986	75,000	Paid.
12.	Munir Ahmed, Incharge Hasham Ward B-961, S/Town, Rawalpindi.	LEW-1694 Toyota.	30,000	Yet to be paid.
13.	Mohammad Afzal, DK-751, Dhok Kashmirian, Rawalpindi.	Jeep No. CJ-5, RIK-974.	20,000	Yet to be paid.
14.	Raja Sarfraz, PD-359, Dhok Babu Irfan, Rawalpindi.	Vespa Scooter LEF-6048.	10,000	Yet to be paid.
B.—Islamabad				
1.	Mr. Zahid K. Abbasi, H. No. 4, St. No. 17, F-7/4. Islamabad.	Regn. No. IDB-9889 Subaro/1987.	1,90,000	Paid.

**Note.*—Car was hit in Rawalpindi.

جناب محمد طارق چوہدری: جناب انہوں نے اس میں لکھا ہے کہ کل ۱۲۳ گاڑیوں کو نقصان پہنچا۔ اور ان میں سے پندرہ وہ گاڑیاں ہیں جن کے مالکان کو معاوضے کی ادائیگی کی گئی۔ اور غالباً یہ وہ گاڑیاں ہیں جو کلی طور پر تباہ ہوگئیں۔ اس کا مطلب ہے کہ باقی گاڑیاں جو پوری طرح تباہ نہیں ہوئیں یعنی ایک سو آٹھ، ان کا معاوضہ ادا نہیں کیا گیا۔ کیوں۔

ملک نسیم احمد آہیر: جناب بنیادی طور پر جہاں تک اوجڑی کیمپ کے اپریشن کا تعلق تھا، حکومت نے بڑی فراخدلی اور تیزی سے اس کام کو نپٹایا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ قانون کے تحت لازم ہے کہ لوگ اپنی گاڑیوں کی انشورنس کروائیں۔ اور یہ ان پر لازم تھا کہ ان کی انشورڈ گاڑیوں کو اگر نقصان پہنچا تھا تو اس کا کلیم کرتے۔ جن کا بہت زیادہ نقصان ہوا ان کو تو ہم نے Compensate کر دیا۔ یہ بھی میرا خیال ہے کہ ہم نے ان کے ساتھ اظہار خیر سگالی کے طور پر کیا ہے دوسرے وہ لوگ جنہوں نے اپنی گاڑیاں انشورڈ نہیں کروائیں، اگر وہ قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں، اس میں حکومت کا تو کوئی قصور نہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب اس کا مطلب یہ ہے کہ جن کی جانیں گئیں جن کے مکان تباہ ہوئے ، ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مکانوں اور اپنی جانوں کی انشورنس کروا کر رکھیں ۔ ان کو تو ادائیگی کر دی گئی ۔ جنکی گاڑیاں پوری طرح تباہ ہو گئیں ۔ ان کی بھی ذمہ داری تھی کہ وہ انشورنس کرواتے اور ان کو اس میں سے معاوضہ دے دیا جاتا ۔ یہ غیر جانبداری نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی گاڑی کو ٹوٹل ڈیمیج شو کر دیتے ، ان کو تو یہ پیسے دے دیتے ۔ لیکن وہ غریب آدمی ، جس کا سکوٹر یا گاڑی تھوڑی damage ہوئی ہے اور وہ اس کی مرمت بھی نہیں کروا سکتا اس کو یہ ادائیگی نہیں کرنا چاہتے ۔ آپ یہ فرمائیے کہ آیا حکومت باقی کے ایک سو آٹھ افراد کے معاملہ پر غور کرنے کے لیے تیار ہے ؟

ملک نسیم احمد آہیر : جناب اس سلسلہ میں ایک فارمولا ہم نے بنایا تھا اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ مکانوں کی انشورنس کوئی لازمی نہیں ہے ، جان کی انشورنس بھی لازمی نہیں ہے ۔ لوگ اپنا تحفظ خود کرتے ہیں ۔ لیکن گاڑیوں کی انشورنس لازمی ہے اور

[Malik Nasim Ahmed Aheer]

جس نے اپنی گاڑی کی انشورنس نہیں کرائی اس کی اپنی ذمہ داری ہے۔ یہ جو ہم نے کام کیا ہے۔ یہ میرا خیال ہے ہم نے good-will کے طور پر کیا ہے۔ جن لوگوں کا زیادہ نقصان نہیں ہوا ان کا تخمینہ لگا کر ان کو compensate کرنا ہم نے ضروری نہیں سمجھا اور جن لوگوں کا نقصان بہت زیادہ ہوا تھا ان کو ہم نے compensate کر دیا۔

جناب محمد طارق چوہدری : سپلیمنٹری جی، عذر گناہ بدتر از گناہ پھر اگر یہی بات ہے تو ان پندرہ کو کیوں معاوضہ دیا گیا ہے اور ان کے ساتھ یہ امتیازی سلوک کیوں ہوا ہے۔

ملک نسیم احمد آہیر : جناب چونکہ ان کا نقصان بہت زیادہ تھا تو گورنمنٹ نے اگر کوئی نیک کام کر دیا ہے جو اس کی ذمہ داری سے بڑھ کر ہے تو آپ کو اسے appreciate کرنا چاہیئے، نکتہ چینی تو نہیں کرنی چاہیئے۔

جناب چیئرمین : جناب جاوید جبار صاحب!

Mr. Javed Jabbar : Would the honourable Minister like to tell us whether the car carrying the previous Cabinet was also destroyed by the Ojhri explosion and whether any insurance was taken out by the previous Cabinet.

Mr. Chairman : Not a question.

پروفیسر خورشید احمد: کیا میں جناب وزیر داخلہ سے پوچھ سکتا ہوں کہ کار کی تھرڈ پارٹی انشورنس لازمی ہے قانون میں، یہ لازمی نہیں ہے کہ آپ اپنی کار کی لازماً comprehensive انشورنس کرائیں۔ جیسے گھروں کی انشورنس لازمی نہیں ہے۔ اس لیے جو انفارمیشن انہوں نے دی ہے وہ درست نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو سوال کیا گیا ہے وہ درست ہے۔

Mr. Chairman : The Professor is correct in his observation.

مولانا سمیع الحق : میں صرف یہ پوچھتا ہوں چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔ اس میں جو لسٹ دی گئی ہے اس میں نمبر ایک کے ساتھ عزت مآب لکھا گیا ہے۔ یہ کیوں لکھا ہے اوروں کے ساتھ کیوں نہیں لکھا ہے۔ عزت مآب لوبل ایس گل آر یہ اردو والے ترجمے میں ہے۔

جناب چیئرمین : کیا سمیع الحق صاحب کا استحقاق تو مجروح نہیں ہوا reverend کے استعمال سے۔

جناب وسیم سجاد : انگریزی میں reverend ہے۔

مولانا سمیع الحق : ان کا مجروح ہوا ہے ان سب کا مجروح ہوا ہے جن کے ساتھ جناب بھی نہیں لکھا گیا۔

ملک نسیم احمد آہیر : مجھے دیکھنے دیجئے ۔ اس میں کہیں مولانا تو نہیں رہ گیا ہے ۔

مولانا سمیع الحق : اس میں سب کے ساتھ جناب وغیرہ کچھ نہیں لکھا گیا ہے ۔ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ایک کے ساتھ تو عزت مآب لکھا گیا ہے ۔

سید عباس شاہ : کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ آیا اس وقت گورنمنٹ کی یہ پالیسی نہیں تھی ۔ کہ جو چیز بھی damage ہوئی ہو اور جس آدمی کی بھی ہوئی ہو ۔ کار ہو یا موٹر سائیکل اور اس کی انشورنس compulsory ہو یا نہ ہو معاوضہ دیا جائے گا ۔ اس وقت ہم نے یہی سنا تھا ، اور یہی بتایا گیا تھا کہ ہر damaged چیز کی compensation ملے گی ۔ کیا وزیر صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : میرے خیال میں ۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں منسٹر صاحب نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ جو لوگ اپنے نقصانات اپنی انشورنس سے پورا کر سکتے ہیں ان کو حکومت

نے ایک پالیسی کے تحت سوائے ان چودہ یا پندرہ کیسز کے کمپنیشن یا معاوضہ نہیں دیا۔ سوال یہ پوچھنا چاہیئے کہ کیا حکومت نے اس کی تحقیق کی ہے کہ آیا ان ایک سو آٹھ کیسز میں انشورنس والوں نے ان کے نقصانات پورے کیئے ہیں۔ برداشت کیئے ہیں یا نہیں۔ جناب جاوید جبّار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar : Will the honourable Minister tell us what has happened to the Ojhri Camp enquiry report.

Mr. Chairman : I think it does not arise out of this.

Mr. Javed Jabbar : Sir, it relates to Ojhri Camp.

Mr. Chairman : Not compensation. I think this brings us to the end of the questions and the question hour.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : آج تو ماشاء اللہ فل ہاؤس موجود ہے صرف ایک leave application ہے۔

جناب عبدالمجید قاضی صاحب اپنے طبی معائنے کیلیئے بیرون ملک تشریف لے گئے ہیں۔ اس لیئے انہوں نے ایوان سے حالیہ مکمل اجلاس کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے۔

کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

POINT OF ORDER

Mr. Ahmad Mian Soomro : Point of order Sir. May I through you know what is the present composition of this Senate. Up to the last session we had the Government Ruling Party— Junejo Muslim League— and there was the opposition and the opposition party. With the dismissal of Mr. Junejo as Prime Minister and the taking over of a caretaker Government, may I know whether there is any Government Party, whether there is any Opposition? What exactly is now the composition of the Members of this Senate. So, that we may act accordingly in our proceedings?

Mr. Chairman : Well, as far as the Chair is concerned, I am not aware of any Government Party in the Senate or any formal Opposition in the Senate and that position still subsists as far as my knowledge goes.

Mr. Ahmad Mian Soomro : Before this Sir, there used to be regular meeting of Government Parliamentary Party......

Mr. Chairman : There have been meetings. The existence of a Parliamentary Party outside this House is one thing and the formal recognition of a party either belonging to Government or Opposition sitting on these benches is quite a different issue. The Rules provide for that situation and I was never confronted with recognizing either one party or another as the Opposition or the Government Party. So, I take it that there was even at that time no formal Government Party and no formal Opposition. Although there were individuals who were, always critical of the Government policy.

(*Interruption*)

ایک پوائنٹ آف آرڈر ختم ہو جائے پھر دوسرا raise کیا

مولانا سمیع الحق : اسی کے بارے میں میں بھی کچھ وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : آپ بھی فرمائیں۔

مولانا سمیع الحق : حضرت میں پارٹی اور نان پارٹی سسٹم کی بات نہیں کرتا ہوں بات صرف یہ ہے کہ اب ہماری سینیٹ کی حیثیت گویا کیا ہے۔ پہلے دو ایوان ہوتے تھے وہاں کابل

یہاں آتا تھا ۔ اور پاس کیا جاتا تھا اور یہاں کا بل وہاں جاتا تھا تب منظور ہوتا تھا ۔ اب صورت حال کیا ہو گی ۔ آپ اس ساری صورتحال پر اگر روشنی ڈال سکیں تو ہمیں معلوم ہو کہ ہم جو محنت کر رہے ہیں اس کا کیا نتیجہ نکلے گا ۔

جناب چیئرمین : اگر آپ ذرا صبر سے کام لیں تو اسی کے متعلق تین تحاریک استحقاق ابھی ابھی آ رہی ہیں ، جی شاد محمد خان صاحب !

جناب شاد محمد خان : جناب والا ! سومرو صاحب اگر اس سے پہلے یہ سوال اٹھاتے کہ اس ایوان کی حیثیت کیا ہے ۔ تو مناسب ہوتا اب تو انہوں نے خود ہی لیڈر آف دی ہاؤس کا نام تجویز کیا ہے جس کی تائید کی گئی ہے ۔ اور اسلم خٹک صاحب لیڈر آف دی ہاؤس بن گئے ہیں ۔ لہذا وہ یہی سمجھیں کہ لیڈر آف دی ہاؤس موجود ہیں ان کے فالوئرز سب ان کی پارٹی کے آدمی ہیں اور خود اگر یہ اپوزیشن میں رہیں تو ان کی مرضی ۔

Syed Abbas Shah : There was no Junejo Muslim League. It was Pakistan Muslim League and it is a Pakistan Muslim League, it still exists.' There may be Soomro Muslim League, but there is no Junejo Muslim League.

Mr. Chairman : I am only concerned with the parties in the House. I am not concerned with Junejo Muslim League or somebody else's Muslim League existing outside the House.

مولانا سمیع الحق : جناب والا! ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ جب ایک ایوان ہو تو اس کی حیثیت کیا ہو گی۔ ہماری محنت ٹھکانے لگی ہے کہ نہیں۔

جناب چیئرمین : ایوان کی حیثیت وہی ہے جو کہ پہلے تھی۔

مولانا سمیع الحق : پہلے تو بلوں کی منظوری قومی اسمبلی پر موقوف تھی اب ہمارے پاس شدہ بل کا کیا ہو گا۔

جناب چیئرمین : یہ ابھی آپ سن لیں گے اور اگر آپ ذرا آئین کا مطالعہ کریں اور آرٹیکل ۷۶ آپ دیکھ لیں تو اس میں یہ صاف لکھا ہوا ہے کہ کہاں تک آپ کے اختیارات اس سے متاثر ہوتے ہیں، کہاں تک نہیں ہوتے۔

پروفیسر خورشید احمد : one legged یعنی لنگڑا ہے یہ۔

PRIVILEGE MOTIONS

Mr. Chairman : I have three privilege motions before me. They have been given notice of by Senator Muhammad Tariq Chaudhary Sahib, Senator Javed Jabbar and Senator Professor Khurshid Ahmed on different dates in that order.

Mr. Javed Jabbar : On the same date.

Mr. Chairman : Not on the same date. I think one on 29th the other on 30th and the other on 30th of another month. Now, all these three motions arise out of the order of the President of 29th May 1988, dissolving the National Assembly, followed by the dissolution with his approval of the four Provincial Assemblies by the respective Provincial Governors. Since all the three motions,

which I have read very carefully, raise common questions of facts and law, it would be convenient if the House takes up and disposes of the three motions together. With your permission, I will call upon the concerned Members starting with Mr. Tariq Chaudhary to raise the question by first reading out the respective motion and then, as is the requirement of the rule, explain briefly how and in what manner the action complained of has breached their privilege or the privilege of the House as such.

مولانا سمیع الحق : جناب میں نے یہی چیز تحریک التواء... کی شکل میں دی ہے تو وہ بھی ان کے ساتھ شامل کر لیں کیونکہ وہ بھی اسی موضوع پر ہے۔

جناب چیئرمین: میرے پاس ابھی تک تحریک التواء نہیں پہنچی بہر حال اگر بحث میں آپ حصہ لینا چاہتے ہیں تو چشم ما روشن دل ماشاد ، محمد طارق چوہدری صاحب۔

(1) *Re* : DISSOLUTION OF THE NATIONAL ASSEMBLY AND PROVINCIAL ASSEMBLIES BY THE PRESIDENT

جناب محمد طارق چوہدری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں تحریک کرتا ہوں کہ اجلاس کی کارروائی روک کر اس ایوان کے استحقاق کو مجروح کرنے والے اس مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے توڑے جانے کے عمل سے ممبران سینیٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ قومی اور صوبائی اسمبلیاں ممبران سینیٹ کے انتخابی ادارے ہیں ان انتخابی اداروں کے ٹوٹنے سے سینیٹ کا کردار محدود اور مشکوک ہو کر رہ گیا ہے۔ لہذا ایوان کے استحقاق کو مجروح کرنے والے اس اقدام پر غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین : جناب جاوید جبّار صاحب ۔

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I move that the privilege of the Senate as part of the Parliament of Pakistan has been breached by the dissolution of the National Assembly on May 29, 1988 (and all the four provincial legislatures) in circumstances which do not justify the use of the discretionary powers given to the President under the Constitution because these discretionary powers are meant to be used with justice, equity and faireness, whereas the proclamation of dissolution and the subsequent speech by the President on May, the 30th, do not even specify a date for the next election. This action impedes and obstructs the Senate from performing its parliamentary duties as the Senate has been rendered legislatively ineffective because of the dissolution of its related Federal Legislature— the National Assembly and, therefore, I move that this breach be discussed in the House.

Mr. Chairman : Prof. Khurshid Ahmed Sahib.

Prof. Khurshid Ahmed : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۃ I seek the leave of the House to move that the arbitrary dissolution of the National Assembly in the manner done by the declaration of May 29th and subsequent explanations thereof have brought the institution of the Parliament into disrepute and has, as such, impaired the position of the Senate as well. Moreover, the alleged action under Article 58(2) (b) of the Constitution is in clear violation of the letter and spirit of the Constitution and cannot but be described as an abuse of discretion and transgression of authority. I, therefore, beg to submit that this has resulted in a violation of the privilege of the Senate. And I move that the Senate may immediately discuss this issue and devise ways and means to take appropriate action in this respect.

جناب چیئرمین : آپ اگر مختصر طور پر وضاحت بھی کر دیں کہ آپ نے استحقاق کے جو پوائنٹس اٹھائے ہیں ۔ کس طریقے پر وہ استحقاق مجروح ہونے کا سبب بن سکتے ہیں ۔

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, why do you use the word of 'مختصر'? I mean this is not a subject which surely should be condensed because it is a subject very substantive. Please do not impose this psychological barrier on us by saying the word ' مختصر '

Mr. Chairman : Why do you anticipate things ?

When in the rules you have provided the word ' مختصر ' yourself and you are one of the authors of these rules, let me read it out to you so that there is no ambiguity about it.

"Rule 63—Where a question of privilege has been allowed to be raised, the Chairman shall after the disposal of questions and before other business on the Orders of the Day is entered upon, call upon the member who gave the notice and thereupon the member shall raise the question of privilege and make a short statement relevant thereto."

I hope, the honourable Senator has heard what I have said.

Mr. Javed Jabbar : I beg your pardon, Sir.

Mr. Chairman : Well. I will repeat :

"Rule 63—Where a question of privilege has been allowed to be raised, the Chairman shall after the disposal of questions and before other business on the Orders of the Day is entered upon, call upon the member who gave the notice and thereupon the member shall raise the question of privilege and make a short statement relevant thereto."

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین ! میرے دوست جاوید جبار صاحب اور پروفیسر خورشید کی بھی اسی پر پریولیج موشن ہے اور جاوید صاحب اس کے آئینی اور قانونی پہلوؤں پر ہماری طرف سے کافی تفصیل سے روشنی ڈالنے والے ہیں۔ میں نے خاص طور پر اپنی اس تحریک استحقاق میں اس بات پر زور دیا ہے کہ ان انتخابی اداروں کے ٹوٹنے سے سینیٹ کا کردار محدود اور مشکوک ہو کر رہ گیا ہے۔ مجھے صرف اسی پہلو پر روشنی ڈالنا ہے اور باقی وقت میں اپنے دوست کے لیے چھوڑوں گا۔ سینیٹ کے کردار سے میری مراد کیریکٹر بھی ہے اور رول بھی ہے یعنی سینیٹ کے ان انتخابی اداروں کے ٹوٹنے سے اگرچہ اس سے پہلے یہ ہمارا ہی مطالبہ تھا کہ قومی

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

اسمبلی کے مڈٹرم یا pre-term انتخابات کرائے جائیں ۔ اس سے تو یہ ہمارا ہی مطالبہ پورا کیا گیا ہے ۔ لیکن اس مطالبے کو جس طرح پورا کیا گیا ہے ۔ اور اسمبلی کو توڑتے وقت جو کچھ پارلیمنٹ کے بارے میں کہا گیا ہے اس سے عوام کی نظروں میں ہم سب کا کردار مشکوک ہو گیا ہے اور اسمبلیوں کے ٹوٹنے سے ہمارا رول محدود ہو گیا ہے ۔ اگرچہ اس کے جواب میں سکندر اور قزاق کا مکالمہ دہرایا جا سکتا ہے ۔ (آپ تو ماشاء اللہ اقبال اور غالب کو خوب سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں)۔ سکندر قزاق سے کہتا ہے

صلہ تیرا تیری زنجیر یا شمشیر ہے میری
کہ تیری رہزنی سے تنگ ہے دریا کی پہنائی

اور پھر قزاق اس کو جواب دیتا ہے ۔

سکندر! حیف تو اس کو جوانمردی سمجھتا ہے
گوارا اس طرح کرتے ہیں ہم چشموں کی رسوائی

ترا پیشہ ہے سفاکی میرا پیشہ ہے سفاکی
کہ ہم قزاق ہیں دونوں تو میدانی میں دریائی

تو جناب ! قصّہ یہ ہے کہ اس میں دو الزامات بڑی شدّت سے لگائے گئے ہیں ۔ ایک تو تھا پلاٹوں کا مسئلہ ۔ دوسرا تھا قرضوں کی معافی ۔ جہاں تک پلاٹوں کا مسئلہ ہے یہ ہم پر direct-hit ہے ۔ تقریباً ۱۵۰ کے قریب ممبران نے پلاٹ الاٹ کرائے یعنی ٹوٹل ۲۲۴ ممبران میں سے ۔ اس طرح ایک ممبر کے حصّے میں آدھا پلاٹ بھی نہیں آتا اور قرضوں کی معافی کا جہاں تک تعلق ہے تو جناب اس پر اس ہاؤس میں سب سے پہلے ہم ہی نے سوالات اٹھائے تھے ۔ ہم ہی نے کہا کہ قرضے معاف کیئے جا رہے ہیں ۔ قرضے لیئے جا رہے ہیں قرضے دیئے جا رہے ہیں ان پر بحث کی جائے ۔ ہمارے اصرار کے باوجود قرضداروں کے نام ہمارے سامنے نہیں آ رہے تھے تب اس وقت کے وزیر خزانہ نے کمال مہربانی کرتے ہوئے یہ کہا کہ نام ہم بھی بتانا چاہتے ہیں لیکن رولز کچھ اس طرح کے ہیں کہ نام بتائے نہیں جا سکتے ۔ براہِ کرم یہ ہیں بنک رولز ان کو پڑھ کر ذرا پریویلج موشن دے دو ۔ ہم نے اسوقت اپنے بیرسٹر دوست سے درخواست کی کہ جناب میں تو آج یہاں نہیں ہوں براہِ کرم آپ ہماری مدد کریں ۔ انہوں نے وہ رولز لے لیئے اور

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

اگلے دن جب میں یہاں آیا تو وہ وزیر بن کر آگے بیٹھ گئے۔ اس طرح ایک دن گذر جانے سے وہ بات نہ بن سکی پھر وہ مسئلہ نیشنل اسمبلی میں زیرِبحث آیا اور ابھی انڈر پراسس تھا کہ وہ ساری بات ختم ہو گئی۔ تو جو قرضے معاف کئے گئے اور جن کا یہاں ذکر آیا وہ قرضے دراصل اس سیاسی حکومت کے دور کے نہیں ہیں وہ قرضے مارشل لاء حکومت کے ہیں، مارشل لاء دور کے قرضے ہیں اور مارشل لاء نے ہی معاف کیے ہیں۔ لیکن ان کا جو گند ہے ان کا جو بوجھ ہے ان کا جو وزن ہے وہ ہمارے اوپر ڈال دیا گیا ہے۔ ایک تو میں اسکی صراحت کرنا چاہتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس طرح کی guidance دی، اس طرح کی advice دی اس طرح کا مشورہ دیا۔ ان کو قدرت اللہ شہاب کا شہاب نامہ پڑھ لینا چاہئیے تھا۔ جس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ ایوب خان کے ذہن میں یہی بات تھی کہ سیاستدان corrupt ہیں۔ سیاستدان لالچی ہیں غیر محب وطن ہیں تو بہرحال پھر جب ان کے خلاف انکوائریاں ہوئیں تو کیا کچھ نکلا اب اگر ۳۲۴ ممبران میں سے ۱۵۰ ممبران نے جو پلاٹ لیئے ہیں ان پر تو

اعتراض ہے ۔ اگر دونوں institution یعنی فوج اور سول یا فوج اور سیاست اسی طرح ٹکراتے رہے تو نقصان دونوں کا ہوگا۔ میں یہ چیلنج کرتا ہوں اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جرنیل سے لیکر عام کرنل تک آپ الا ماشاءاللہ کسی کا نام بتائیے جس کے پاس سرکاری پلاٹ نہیں ہے اور بعض کے پاس تو چار چار پانچ پانچ پلاٹ ہیں ۔ یعنی شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر پھینکے جائیں گے تو نقصان دونوں کا ہوگا اس طرح کی character assassination نے ہمیں بالکل مشکوک بنا دیا ہے ۔ ہم جس محفل میں بیٹھتے ہیں اس محفل میں یہ ذکر آتا ہے کہ جناب آپ لوگوں کو پچاس پچاس لاکھ روپے ملتے رہے ہیں۔ اور ایک میٹنگ میں جہاں ایکس جائنٹ چیف آف آرمی سٹاف موجود تھے ایک سابق داخلہ امور کے سیکرٹری تھے اور ایک موجودہ سیکرٹری تھے انہوں نے ہم تین ممبران کو یہ سوال کیا کہ آپ کو جو پچاس پچاس لاکھ روپیہ ملتا ہے ۔ وہ آپ کس طرح خرچ کرتے ہیں ان کا یہ خیال تھا کہ وہ پچاس پچاس لاکھ روپیہ ہمیں نقد دے دیا جاتا ہے اور ہم اس کو جس طرح چاہیں خرچ کریں ۔ حالانکہ یہ جو پچاس لاکھ والا قصہ ہے

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary.]

وہ بھی یہ ہے کہ صدر صاحب نے جس طرح کا نظام انتخاب نکالا تھا اس میں ممبران نے جو الیکشن لڑا ۔ ان کا حوالہ، ان کا ریفرنس لوکل ریفرنس تھا ۔ انہوں نے ووٹ کسی نیشنل ایشو پر نہیں لیے تھے ۔ لوکل ایشوز پر انہوں نے ووٹ لیے ۔ ہم نے کہا کہ گلی بنوائیں گے، سڑکیں بنوائیں گے، نالیاں بنوائیں گے۔ یہ کریں گے وہ کریں گے اور پھر جب ہم یہاں پہنچے تو وزیراعظم کے سامنے ہمارے بہت سے ممبران نے یہ بات کی ۔ تب انہوں نے آج کے وزیر خزانہ کو یہ حکم دیا کہ اس کے لیے کوئی راستہ نکالیں پھر ان کے ذہن نے، ان کی ذہانت نے یہ راستہ نکالا کہ ممبر ان کو پچاس پچاس لاکھ روپے کی حد تک کام کروانے کو priority دی جائے ۔ یہ نہیں کہ پچاس پچاس لاکھ روپیہ دیا جائے۔ لہذا ہوتا صرف یہ تھا وہ پروگرام جو پہلے ہی چل رہے ہیں وہ سڑک جو بننے والی تھی، وہ نالی جو بننے والی تھی ہمارے کہنے سے صرف یہ ہوتا تھا کہ اس کو priority دے دی جاتی تھی ۔ جو آج سے سال بعد بننے والی تھی وہ آج بن جاتی تھی اس سے زیادہ اس میں ہمارا کوئی رول نہیں ہے اس سے زیادہ اس میں ہمارا کوئی کردار نہیں ہے اور

اس میں corruption کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا لیکن ترقیاتی فنڈ میں corruption کا تسلسل انجنیئر کے پاس ہے، کلرک کے پاس ہے اور خزانے کے ان لوگوں کے پاس ہے جو چیک پاس کرتے ہیں وہ اپنا اپنا کمیشن رکھتے ہیں وصول کرتے ہیں۔ جو دس سے تیس فی صد تک ہوتا ہے وہ ۳۰ فیصد جو ۴۰ سال سے مسلسل دیا جا رہا ہے۔ مسلسل لیا جا رہا ہے جو ہر صورت میں corruption کی جا رہی ہے خود اس پچاس لاکھ میں سے بھی ۳۰ فیصد ان کو گیا ہے۔ وہ ہمارے کھاتے میں ڈال دیا گیا ہے۔ ان کے اوپر کسی کی نظر نہیں ہے ان کو کوئی نہیں پکڑتا ہے ان پر کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا ہے۔ چیف منسٹر بھی یہاں بیٹھے ہیں وزیر خزانہ بھی یہاں بیٹھے ہیں۔ چور کہا جاتا ہے پبلک کے نمائندوں کو ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ان کے اوپر پھبتی کسی جاتی ہے۔ لیکن دوسروں کی طرف نہ ان کا ہاتھ اٹھتا ہے نہ ان کو یہ پکڑ سکتے ہیں نہ ان کی باگ کھینچتے ہیں۔ اس طرح ہمارے کردار کو مشکوک بنایا گیا ہے۔ اور یہ وہ وجہ ہے یہ وہ مقام ہے۔ جہاں میں کہتا ہوں کہ ہمارا استحقاق ممبر کی حیثیت سے مجروح ہوا ہے۔ میں وضاحت

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

کرتا ہوں کہ یہ روپیہ فوج اور سیاست کے institution کو آپس میں اس طرح ٹکرا دے گا کہ دونوں institutions تباہ ہو جائیں گے۔ پاکستان کی اس میں کوئی بہتری نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ! جناب جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: Thank you. Mr. Chairman, I would like to begin my arguments for admissibility by pointing out that by the most unfortunate coincidence today, the 9th of July, 1988, is virtually the 40th day since the passing of the late much lamented National Assembly. Today could be construed to be the Chelum, therefore, of this part of Parliament. But more substantively, perhaps, today the 9th of July 1988, is also the 21st death anniversary of Mohtarma Fatima Jinnah who is an enduring symbol of democracy in Pakistan. Mr. Chairman, before evaluating whether our privilege motions are admissible, I request you to consider the difficulty of defining the concept of privilege in the specific reality of Pakistan. We always have to take recourse to parliamentary practices from other countries such as Britain or India or elsewhere because of the lack of parliamentary continuity in Pakistan. But, I equally request you not to gullotine our privilege motions on the basis of pre-supposed, pre-conceived arguments. Nor indeed, without any disrespect to you Mr. Chairman, on the basis of any precedent that may have been established in your very well thoughtout previous decisions of the Chair which include references to the admissibility of privilege motions.

I begin my arguments on the admissibility by pointing out, Mr. Chairman, the well-known maxim regarding privileges that each House is the sole arbiter of its own privileges. No House, no legislature is bound by any precedent as being the exclusive guiding principle in order to determine any breach of privilege that may occur after a previous precedent has been established. Privilege, in the basic conceptual sense, cannot be codified or legislated. In this case I would refer you, Sir, to the judgement given by the Chief Justice of India, reproduced in Kaul's Practice and Procedure of Parliament on page 185, where the learned Chief Justice pointed out that it would be most unwise for any legislature to attempt to comprehensively codify what 'privilege' means in the total sense. Privileges can be codified to the extent that Members of the legislature can use or not use VIP lounges. But here we are not concerned with petty physical privileges. We are concerned with moral privilege, with constitutional privilege and with the full legal implications of privilege. Each substantive breach of privilege, therefore, has to be judged on its own merits and not on the merits or demerits of a previous breach of privilege. Literally and figuratively, therefore, Mr. Chairman, the action of the 29th of May can be said to have made this, the Senate of Pakistan, into an orphan of the democratic process because the very founding legislatures that gave us birth, that elected us, have been removed with one stroke of the pen. And curiously, while being an orphan of the democratic process as the Upper House, we also find ourselves in the curious position of being the sole custodian of the democratic process in Pakistan today. But being the sole custodian of the democratic process, the parliamentary process, we find ourselves totally limited by an act that leaves us suspended in midair.

Sir, the power to dissolve a National Assembly or indeed any legislature is a solemn and serious trust given to the person who can exercise that power on behalf of the people of a country. It is a power that must be exercised only in the rarest and the gravest of circumstances. It is not a power that must be used randomly or whimsically or indeed, as the term has been used by our much missed Prime Minister, 'arbitrarily'. Even though I would beg to differ with the term 'arbitrarily' because it is a term difficult to define. The situation in the last week of May 1988, was in no way different from the situation obtaining since the restoration of democratic rule. Indeed, the chronically ill patient that constitutes Pakistani society was as abnormally normal or as normally abnormal as it has always been. Indeed, we had not become normally abnormal because only if we had become normally abnormal could it have been said that there has been a dramatic decline in the situation. There are few examples in the current history where the constitutional power to dissolve a federal legislature has been used in circumstances such as these. I recall the instance where in Australia, Sir John Kirk, the then Governor-General chose to dissolve parliament and dismiss the Government of Mr. Whitlam. He did so because a substantive issue was facing the nation. The Senate of Australia refused to pass the Money Bill. And when a Money Bill is refused leave by the Legislature, it certainly creates a fundamental crisis. It was perhaps the first time in that country's history when such an arbitrary power was exercised. It was surrounded by tremendous controversy, which has peculiar implications for a federative state such as Pakistan and such as Australia where states are bound together in a federal concept, where one province dominates the other three, where any action taken can have grave consequences for the interests of the other three provinces.

Mr. Chairman, in determining the admissibility of this privilege motion please look at the circumstances in which this power was exercised. The circumstances were a process in which the Prime Minister and the President jointly exercised authority and responsibility. Much as it may seem that someone was giving some one enough rope to hang himself by it, was a collective responsibility. So much so that only ten or twelve days before the act of dissolution, the Head of State himself chose to swear into office a whole clutch of new Ministers who regrettably were not able to fulfil their potential in their office.

Sir, the circumstances obtaining at the action of dissolution were also very grave from another point of view because they gave rise to speculations in the public mind. The gross and inhuman tragedy of Ojhri Camp had just taken place if at all, that action had to be taken, it could have been taken perhaps earlier or later but to do it at a time when the National Assembly was about to meet and the grape wine was full of rumours that either the budget was going to be a dramatic new budget or that certain reports were going to be tabled or discussed or that these reports would identify particular individuals, creates a great deal of misgiving in the public mind about what were the true motives behind the action of dissolution.

Most regrettably, the Prime Minister was on a tour of three countries of Asia. And I find myself very awkward at this moment speaking on behalf or in defence of a Prime Minister who I have chosen to oppose for three years. I hold no brief for the competence or otherwise of the previous Government, but I believe that when the Head of Government had just concluded a visit to three countries, the act of dissolving the Cabinet the moment he touches the soil of Pakistan, damages irrevocably the credibility of democracy and Government in Pakistan. Surely, a moment could have been chosen—either forty eight hours

[Mr. Javed Jabbar]

or seventy two hours after the arrival of the Prime Minister. What could be the attitude of people in Beijing, people in Seoul, people in Manila, people in Hong-kong, and wherever the cavalcade proceeded, about the authority or believability of any assurances or questions raised by the Head of the Government of Pakistan, particularly in view of the fact that so much was said about the restoration of the civilian process and the restoration of democracy on that particular three nations tour. You can certainly ask someone to leave the room or you can throw him out. The act of dissolution of May 29 was not a polite act of democratic courtesy.

The manner of dissolution, Mr. Chairman, also is relevant to determining the admissibility of this motion because before exercising the extreme option of dissolution an alternative individual from the same Assembly could possibly have been asked, if the President questioned the competence of the then Head of the Government, to form a Government. After all he has that constitutional authority right up to 1990. I realize that the party, being in power, would have been possibly uncontrollable, but the President could also have taken the Parliament into confidence in a secret sitting and told us his misgivings and obtained our response to his intent to proceed further on the constitutional path.

But, Sir, the immediate aftermath is also relevant. What happened subsequent to the act of dissolution. Most gravely, Mr. Chairman, that act of dissolution was not accompanied by an announcement of the formation of a Caretaker Government and the date of the general elections. My view, Mr. Chairman, about the omission in forming a Cabinet on the 29th of May is related to Articles 91, 92 and 94 of the Constitution because most specifically these Articles point out ;

> "There shall be a Cabinet of Ministers, with the Prime Minister at its head, to aid and advise the President in the exercise of his functions "

This is Article 91. Then this is further re-inforced by Article 94 which says :

> "94. The President may ask the Prime Minister to continue to hold office until his successor enters upon the office of Prime Minister".

So, there is assumed to be a continuity. There is no provision made here for an exception to be made in the case of a Caretaker Cabinet. The permanence of the Office of Prime Minister is an inherent part of the Constitution because in Article 93 it says :

> "93. The President may, on the advice of the Prime Minister, appoint not more than five Advisers........"

So, it indicates in a sense that wherever the President constitutes a Cabinet the continuity of the Office of Prime Minister is sacrosanct to the concept of that power. In our case the omission of not appointing a Prime Minister immediately on the 29th of May or a Cabinet becomes even more significant because we happen to be a unique country where the President is also Chief of Army Staff whereby the act of the President becoming the Head of the Cabinet has re-inforced a new militaristic influence at a time when a parliament exists or part of parliament exists. We may not have responded so agitatedly to this decision had this peculiar situation not existed. Therefore, when we say that there is a breach of privilege we consider it the reversal from a democratic parliamentary process to the situation obtaining before the lifting of Martial Law.

Mr. Chairman : I think, if you would kindly stop here and continue your arguments after prayers because it is just about prayers time.

Mr. Javed Jabbar : All right, Sir.

Mr. Chairman : May I also remind that there is a dinner held by the President in honour of the Members of the Senate. We have to break here at few minutes to Nine. Thank you.

Prof. Khurshid Ahmed : The business of the House is more important.

Mr. Chairman : Well this is entirely up to you but the dinner is at nine.

Mr. Javed Jabbar : What time do we re-assemble ?

Mr. Chairman : This is upto you but I think at ten minutes to eight we will re-assemble here. The House is adjourned for prayer .

The House then adjourned for Maghrib Prayers.

[The House reassembled after Maghrib Prayers with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair].

Mr. Chiarman : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Mr. Javed Jabbar had the floor.

Mr. Javed Jabbar : Thank you. Mr. Chairman, I would like to invite your kind attention to May's Parliamentary Practice, chapter V, Page 64 where it says specifically :

> 'A privilege though part of the law of the land is to a certain extent an exemption from the ordinary law.'

And from there, Mr. Chairman, we could go to page 69 of the same book which I think, further alludes to the privileges of each House being part of the common law of Parliament and then go to page 132 where the breach of privilege is specifically dealt with. Since you are well versed with it, I would only invite your attention to the fact that has already been mentioned in my privilege motion. It states :

> 'It may be stated generally that any act or omission which obstructs or impedes either House of Parliament in the performance of its functions or which obstructs or impedes any Member or officer of such House in the discharge of his duty, or which has a tendency directly or indirectly to produce such results may be treated as a contempt even though there is no precedent of the offence.'

[Mr. Javed Jabbar]

And then, Sir, I refer to Mr. Kaul's Practice and Procedure of Parliament' and I think it bears specific quotation from page 185 that :

'With the codified law more advantage will flow to persons bent on vilifying parliament, its Members and committees, and the courts will be called upon more and more to intervene. At the moment given a proper understanding on both sides, parliamentary right to punish for breach of privilege and contempt would rather receive the support of courts than otherwise. A written law will make it difficult for parliament as well as courts to maintain that dignity which rightly belongs to parliament and which the courts will always uphold as zealously as they uphold their own".

Sir, from this academic, theoretical, constitutional background, if we look at the specific conditions in Pakistan which flowed from the act of dissolution we would like to point out that if the accusation of incompetence or of inability to perform the functions of Government were correct then one truly was disappointed by the nature and the composition of the Caretaker Cabinet that took office as a result of this dissolution.

Mr. Chairman, I do not grudge any individual the august office of Minister of the federal Cabinet and I wish each one of them success because, whatever their respective political loyalties may be, the interests of the country are supreme. But at this juncture in history when parliament was chosen to be dissolved one is reasonably qualified or justified to expect that a Caretaker Cabinet would have been constituted representing all segments of public opinion or at least representing all segments of opinion within parliament. But the constitution of the Caretaker Cabinet is overwhelmingly that of distinguished members of the previous Government. The accusations made about the competence of Government reflect directly upon the competence of the House because the previous Government derived its membership from the composition of this House and if the present Caretaker Cabinet also derives largely its membership from the composition of this House then the House is entitled to ask how then was the act of the 29th of May a justified constitutional act. If recourse is taken to the argument that so and so Article and so and so sub-section bestows this power upon the President then equally our response would be, book at the totality of the Constitution from the Objectives Resolution which is now part of the Constitution right up to the end and what does that totality, the spirit of the Constitution, dictate. Surely, the framers of the 1973 Constitution, unfortunately, had arbitrarily amended their work, and we ourselves have endorsed that arbitrary amendment and added to it in the shape of Eighth Amendment, even then there is some substance of the 1973 Constitution still intact in this much amended Constitution. If the framers of the only Constitution in the history of this country which was unanimously adopted wanted the Head of State or whoever to exercise this right to dissolve parliament they would have very clearly laid down the justification and the rationale in that original document. The fact that the principal players at the time when this Constitution was arbitrarily amended and endorsed are now the same players, is a sign that a question of basic privilege does exist.

Sir, I come to the fact that the act of dissolution unleashed upon this country has created deeper sense of uncertainty and insecurity more than perhaps any other country in the world today. Mr. Chairman, this is a very strange fact that Pakistan can truly claim to be a unique country not only because it is an ideological state but because it is the only country after the Second World War to have lost

half of its territory and population. We are a unique country that has always been beset with uncertainty, particularly since 1971. Now, after great efforts after 8½ years of Martial Law a very difficult delicate transition was being attempted to civilian rule with many imperfections - granted, that the original parliament was non-party based - granted, that the parliament chose to convert itself into a party based House - granted. I myself have been at the forefront of criticising this unethical conversion of a non-party parliament into a party-based parliament because I said at that time that it would contain the seeds of its own decline and destruction. But what one looks at now is that the very edifice that we ourselves collectively were preparing for the final transition to party-based democracy is suddenly wrenched out from under our feet and we, as I said, are left hanging in outer space with no absolute and substantive legislative power. It constitutes a new degree of uncertainty, it deepens the sense of despair that you find in the Katchi Abadies of the cities of this country and in the villages. Even though people may have never read the Constitution, they may not understand the niceties of the Articles that we have quoted but they understand the substance of what we were trying to do and what we are going to continue to do.

There, Sir, is a question of privilege that will never perhaps find itself in any codified law but it is relevant to determining the admissibility of a motion that bases itself on the devaluation of political activity and on an attack on the credibility of political parties and institutions which, interestingly enough, has been so categorically rejected by the Supreme Court of Pakistan in its ruling whereby it holds that the Political Parties Act is against the fundamental rights given in the Constitution. It unleashes a completely new consideration in determining the validity of any act that was taken before the first of January, 1986 because the Political Parties Act was also one of those laws which were accepted and endorsed by this very Parliament.

Now, Mr. Chairman, interestingly a member of the Caretaker Cabinet has stated on the 8th of July in Lahore that the Government has still not made up its mind about the interpretation of the constitutional requirement for the holding of polls within ninety days of the dissolution of the National Assembly. Mr. Chairman, I find this a very inexplicable statement coming from a member of the federal Cabinet because he goes on to state that :

> " there are varied opinions. The Cabinet has discussed the matter, only *briefly* ".

That obviously shows that the single most important issue facing this country today has received the least amount of time and attention in the Cabinet. I would, of course, advise the honourable Minister not to disclose proceedings of the Cabinet which are supposed to be secret. But, nevertheless, this inadvertent comment reflects upon the consequences of that act of the 29th of May, because if it is so difficult for the Government to find out what Article 224 means in the Constitution then one is entitled to ask : did the Government undertake the same kind of legal consultative exercise before deciding on the act of 29th of May? Were various legal experts consulted, who were these legal experts and what was their opinion—that the act of May 29 was within the letter and spirit of the Constitution?

Doubtless, there are many gifted jurists in this country and I am sure that they will find semantic loopholes within the Constitution. Any Constitution is not a perfect document. It is a man-made document and there will always be possibly

[Mr. Javed Jabbar]

a small loophole through which an attempt may be made to evade the unquestionable import of that Article which categorically states that elections to a new National Assembly and the four provincial Assemblies shall be held within 90 days from the date of dissolution. Even then, despite this, as you well-know, and now we have a word of the federal Minister himself, legal loopholes may be found. But I assure the honourable Minister and I request him and I request his colleagues not to take recourse to small loopholes. Loopholes may give you a little foothold on the doorstep of excuses but loopholes cannot provide any one with an escape from the truth because the truth will never leave us. The truth will always confront us. The truth faces us today—and that truth is that the letter and spirit of this Constitution require the announcement of a date for holding of elections within 90 days from the date of dissolution. Sir forty days, as I said, have already passed and we are now on the last fifty days.

Mr. Chairman, I have a great deal of respect for the consideration, the knowledge that you bring to your office; the rulings that you give. But, Mr. Chairman, may I request you in this particular instance not to give ruling immediately. I may be disrespectful enough to assume that you may have made up your mind about the admissibility of these motions, because sometimes, it has been on the record of this House, in response to privilege motions or adjournment motions which we have moved, whether it is yourself or someone-else presiding in your place, written rulings have been read out, which obviously can not have reference to arguments for admissibility which are submitted only during the meeting of the House and not as part of the original privilege motion.

Mr. Chairman, I am fully confident that you do not necessarily require two days or two hours to make up your mind but I suggest to you that this issue may please be given further consideration. I am not aware of how much time my honourable colleagues will take. But at the conclusion of my submission, I request you to give due investigation and study to the various arguments that I have advanced for the consideration of the concept of privilege and then favour us with your ruling at an appropriate time because the prospects that face this country possibly have never been more grave than at this juncture. Thank you. Mr. Chairman.

جناب چیئرمین : جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

جناب چیئرمین ! مجھے اس بات کا پورا احساس ہے کہ ملک اس وقت ایک نازک مرحلے سے گزر رہا ہے ہم نے بڑی مشکل بڑی محنت اور بڑے نازک حالات کا مقابلہ کر کے مارشل لاء کے چنگل سے آزادی حاصل کی تھی اور جمہوری تجربے

کی طرف آگے بڑھے تھے۔ آج پھر جمہوری تجربے کی یہ کشتی ڈانواں ڈول نظر آرہی ہے۔ یہ تمام نزاکتیں میرے سامنے ہیں اس لیئے میں اپنی گزارشات کو آپ کے سامنے تین حصوں میں رکھنا چاہتا ہوں سب سے پہلے میں چند ابتدائی باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں پھر میں مسئلے کا دستوری اور قانونی پہلو لوں گا۔ اور اس کے بعد چند سیاسی پہلوؤں کی طرف اشارہ کروں گا۔ یہ بڑی اہم موشن ہے اور غالباً پچھلے تین ساڑھے تین سالہ پارلیمانی تاریخ میں اس سے اہم کسی موشن پر کسی تحریک پر اس ایوان میں گفتگو نہیں ہوئی۔ اس لیئے میں آپ سے بھی اور اپنے ساتھیوں سے بھی یہ توقع رکھوں گا کہ تمام دیگر Considerations سے بالا ہو کر اس کے تمام پہلوؤں کے اوپر غور کریں۔

پہلی بات جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چاہے آپ نے اس ایوان کو حکومت اور حزب اختلاف میں تقسیم نہ کیا ہو۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس ایوان میں حکومتی جماعت اور حزب اختلاف موجود رہے ہیں، موجود ہیں اور موجود رہیں گے میرا تعلق حزب اختلاف سے ہے اور پہلے دن سے ہم نے ایک تعمیری

[Prof. Khurshid Ahmed]

حزب اختلاف کا کردار ادا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ لیکن یہ بات بہر حال آپ کے سامنے رہنی چاہیئے کہ ہمارا تعلق حزب اختلاف سے تھا اور ہے البتہ یہ تاریخ کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ ہم گذشتہ تین سالوں میں خاص طور پر ۱۹۸۶ء سے پارٹی کے وجود میں آنے کے بعد جونیجو حکومت کا احتساب کرتے تھے اگر انہوں نے کوئی صحیح اقدام کیا تو اس کی تعریف بھی کی لیکن بالعموم ان کی گرفت کی ہے ۔ اور تنقید کی ہے ان کا احتساب کیا ہے ۔ لیکن آج ہم اس اقدام کی مخالفت کر رہے ہیں. جو جونیجو حکومت کو برطرف کرنے اور اس کے ساتھ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کو توڑنے کا ہے ۔ اور جو ۲۹ مئی کو کیا گیا. ہم جن خیالات کا اظہار کر رہے ہیں ان کا تعلق پارٹی کی سیاست سے نہیں ہم دیکھیں گے کہ جونیجو صاحب کی کیبنٹ کے لوگ ان کی پارٹی کے لوگ ہمارے مسلم لیگی بھائی اس پورے مسئلے کے اوپر کن آراء کا اظہار کرتے ہیں ۔ ہم ان کی آراء کو سننے کے لیئے بے چین ہیں لیکن حزب اختلاف سے وابستہ ہونے کے باوجود جس بات کو ہم حق سمجھتے ہیں اس کا ہم ضرور اظہار کریں گے اور سربراہ

مملکت کے جس اقدام کو ہم غلط سمجھتے ہیں۔ اس کا اظہار ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

دوسری بات جناب والا! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں ۲۹ مئی کو دوسری بار منتخب اسمبلی کو توڑا گیا ہے۔ پہلا واقعہ ۱۹۵۴ء میں ہوا تھا۔ جب اس وقت کے غیر منتخب سربراہِ مملکت نے دستور کو توڑا اور پاکستان میں جمہوریت کے ارتقاء کے راستے کو مسدود کیا ۵۳ء اور ۵۴ء میں جو جمہوریت کش اقدام ہوئے انہوں نے اس ملک کو صحیح سمت میں آگے نہ بڑھنے دیا۔ آج بھی ہم اسی نوعیت کے ایک واقعہ کے اوپر غور کر رہے ہیں۔ ہم نے ماضی سے سبق نہ سیکھا وہی کچھ کیا جس کے کڑوے پھل پچھلے سالوں میں ہم کھاتے رہے ہیں۔

جناب والا! میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہم اس اقدام پر صدر محترم کی اس تقریر کے سائے میں غور کر رہے ہیں جو انہوں نے اسی پارلیمنٹ میں پچھلے اجلاس میں کی تھی۔ اور جس پر vote of thanks کی discussion کم از کم اس ایوان میں ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی۔ اور اس تقریر میں کہا گیا تھا کہ سربراہِ مملکت اور سربراہِ ریاست کے تعلقات قابلِ رشک حد تک خوش گوار ہیں۔ مجھے پتہ نہیں کہ اس

قابل رشک کے حقیقی معنی کیا ہیں ۔ لیکن اس کی جو عملی تعبیر ہم دیکھ رہے ہیں ۔ اسے قابل رشک نہیں کہا جا سکتا۔

آیئے جناب والا ! سب سے پہلے ہم اس کے دستوری اور قانونی پہلو کو لیں ۔ میرے محترم بھائی اور دوست جاوید جبار صاحب نے پریویلج کے مسئلے پر آپ کی توجہ مبذول کروائی ہے میں بھی اس امر کی جسارت کروں گا کہ آپ کو ایک بار پھر دعوتِ فکر دوں کہ پریویلج کا موضوع پارلیمانی تاریخ میں ایک بڑا ہی منفرد موضوع ہے ۔ اس میں بڑی وسعت بھی ہے اور اس میں اس بات کا امکان بھی ہے کہ تعبیر کو بہت محدود کر دیا جائے ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پریویلج کی تاریخ یہ ہے کہ پارلیمنٹ نے ایگزیکٹو کے خلاف ایگزیکٹو کے مقابلے میں اپنے تحفظ کی خاطر پریویلج کا راستہ اختیار کیا ہے ۔ یہ تاریخ کی ستم ظریفی ہے کہ چھ سو سال پہلے بادشاہ اور پارلیمنٹ میں کشمکش تھی آج وہ کشمکش پارلیمنٹ اور سربراہِ مملکت میں بادشاہت کے بغیر رونما ہو رہی ہے ۔ مسئلہ وہی ہے اور ایگزیکٹو اور پارلیمنٹ کی اس کشمکش ہی کی تاریخ میں پریویلج کے پورے concept کا

evolution آپ دیکھ سکتے ہیں۔

جناب والا! اس کے پانچ دائرے اہل علم نے بیان کیے ہیں۔ سب سے پہلے وہ پریویلیج جو آئین میں آتے ہیں۔ دوسرے وہ Privileges جو statutes میں آتے ہیں تیسرے وہ Privileges جو Rules of Business میں فراہم کیئے جاتے ہیں۔ چوتھے وہ privileges جن کی بنیاد precedents پر ہے۔ جن کی بنیاد روایات پر ہے، تجربات کے اوپر ہے۔ دوسرے ممالک کے تعاون کے اوپر ہے اور پانچواں وہ پریویلیج ہے جو general principle سے نکالا جاتا ہے۔ جس کے لیئے چاہے کوئی specific قانون اور کوئی specific مثال موجود نہ ہو، precedent موجود نہ ہو۔ جنرل اصولوں سے بھی پریویلیجز نکالے جاتے ہیں اور یہ ارتقاء تقریباً اسی طرح ہوا ہے جس طرح مغربی تاریخ میں کامن لاء کے مقابلے میں equity course کا ارتقاء ہوا ہے اسی طریقے سے پریویلیجز کے اندر بھی یہ وسعت پائی جاتی ہے۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ جناب اگر دنیا کے دساتیر کا مطالعہ کریں تو آپ یہ پائیں گے کہ مختلف پارلیمنٹس نے مختلف ممالک کے دساتیر اور قوانین نے پریویلیجز کو مختلف

[Prof. Khurshid Ahmed]

انداز میں بیان کیا ہے بالعموم یہ کہا گیا ہے کہ ایوان اور ایوان کے ارکان کو یہ حقوق حاصل ہیں ، جن میں آزادی اظہار رائے ہے ۔ جن میں پارلیمنٹ کی sanctity ہے اس کے precincts کا احترام ہے جن میں پارلیمنٹ کے سیشن کے دوران گرفتاری سے تحفظ وغیرہ وغیرہ ۔ لیکن میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کئی ممالک کے قوانین اور statutes دونوں میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جن میں پوری پارلیمنٹ کا پریویلج as against privilege of individual members لیا گیا ہے ۔ اور اس میں بڑی وسعت ہے اس لیے کہ بہت سے ممالک کے دساتیر کے اندر ایسی چیزیں ملتی ہیں جن کا اگر آپ کھلے ذہن سے مطالعہ کریں تو آپ یہ پائیں گے کہ بحثیت مجموعی ہر وہ چیز جو پارلیمنٹ کے وقار کو مجروح کرنے والی ہو ، جو پارلیمنٹ پہ اعتماد کو پارہ پارہ کرنے والی ہو جس کی وجہ سے پارلیمنٹ یا اس کے ارکان کی specific نہیں عمومی insult ہوتی ہو ۔ ان کو بھی پریویلج مانا گیا ہے ۔ میں خاص طور سے آپ کی توجہ ارجنٹائن کے قانون کی طرف دلاؤں گا ۔ جس میں خود کانگریس اور کانگریس کی عزت کو ایک پریویلج مانا گیا ہے ۔ بنگلہ دیش کے دستور

میں بھی ہمیں یہی چیز ملتی ہے۔ کینیڈا کے آئین میں
Contempt of Parliament and invasion of the rights of Parliament as a whole
اور پارلیمنٹ کے ممبرز کے حقوق کو as a whole لیا گیا ہے۔ ہم اور آگے
بڑھتے ہیں، انگلینڈ کے دستور میں ملتا ہے کہ ہر وہ چیز
جس سے پارلیمنٹ اپنا عمل ادا نہ کر سکے اپنا فنکشن ادا نہ کر
سکے یہ بھی اس کے privileges میں شامل ہے German Federal Republic
کے دستور میں بھی ہم کو use of force or threat of force جس سے
پارلیمنٹ اپنے وظائف کو انجام نہ دے سکے، ملتا ہے، ہم
اور آگے بڑھتے ہیں تو کئی ممالک کے اندر یہ چیز ملتی ہے۔
مثال کے طور پر پولینڈ کے دستور میں لکھا ہوا ہے۔

"Bringing Parliament into disrespect in the eyes of the public and undermining the confidence necessary for it to carry on its activities".

یہ ایک ایسی flexibility ہے۔ یعنی جس قسم کے اعتراضات
الزامات اتہامات خواہ وہ لگانے والا کوئی بھی ہو۔ پارلیمنٹ
اور پارلیمنٹ کے ارکان پر عمومی انداز میں لگاتا ہے۔ specific
الزام ایک الگ چیز ہے specific الزام کو specifically identify کیا
جا سکتا ہے defend کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پولینڈ کے آئین
میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ محض

"Bringing Parliament into disrespect in the eyes of the public and undermining the confidence necessary for it to carry on its activities."

[Prof. Khurshid Ahmed]

بھی ایک پریویلیج ہے ۔

اسی طریقہ سے کوریا کے آئین میں ملتا ہے کہ

"Insulting the Assembly. creating disorder on the Floor of the Assembly committing acts of violence with the Members within the premises of the Assembly, etc. etc."

ریپبلک آف ویت نام کے آئین میں ملتا ہے کہ ۔

"Injuring, slandering and libeling the honour of Parliament".

اور بے شمار مثالیں میرے پاس موجود ہیں جس سے میں آپ کو یہ بتا سکتا ہوں کہ پریویلج کا جو تصور ہے وہ اتنا زیادہ محدود نہیں ہے جتنا کہ برٹش پارلیمنٹ یا انڈیا کی پارلیمنٹ میں اسے مان لیا گیا ہے ۔ اس تصور کے اندر وسعت موجود ہے اور وہ چیزیں جن کے نتیجے کے طور پر جمہوری ادارے منتخب ادارے بحثیت ادارے کے ، ملک کی پارلیمنٹ بحثیت پارلیمنٹ کے ، اس میں اچھے لوگ بھی ہو سکتے ہیں ، بُرے لوگ بھی ہو سکتے ہیں لیکن مسئلہ افراد کا نہیں ، اداروں کا ہے اور جہاں ان کو in dispute لایا گیا ہو ، ان کی insult کی گئی ہو ، ان کے لیے derogatory الفاظ استعمال کیے گئے ہوں یا ان اداروں کو کام کرنے کے لائق نہ چھوڑا گیا ہو تو دراصل یہ چیز بھی

Violation of the privilege of the Parliament اور contempt of the Parliament

میں آتی ہے ۔ میں اپنی گزارشات کو دراصل اسی وسیع تصور پر لے کر چل رہا ہوں ۔ اور اگر آپ چاہیں تو یہ بتا سکتا ہوں کہ پچھلے پینتیس چالیس سالوں میں اس پر بڑا لٹریچر آیا ہے ۔ جس میں اس وسیع تر تصور کو explore کیا جا رہا ہے بیان کیا جا رہا ہے اور اس کو زیادہ قبولیت حاصل ہو رہی ہے ۔

جناب والا! اس پریولیج کے بارے میں گذارش کرنے کے بعد میں اب اس بات پر آنا چاہتا ہوں کہ میری جو premise ہے پریولیج موشن کے سلسلے میں اس کی بنیاد یہ نہیں ہے جیسا کہ میرے عزیز بھائی نے کہا کہ سینیٹ اس اقدام کے نتیجے کے طور پر orphan ہو گیا ہے، یتیم ہو گیا ہے ۔ مجھے اس سے انکار نہیں کہ یہ بھی ہوا ہے ۔ لیکن جس طرح میں اس کو دیکھ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ اس ملک کی پارلیمنٹ ایک organic whole ہے ۔ اور اس دستور کا اگر آپ تنقیدی مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ یہ دونوں ایوان اسی طرح ہیں جس طرح جسم انسانی کی دو ٹانگیں ۔ ان دونوں ٹانگوں کے بغیر آپ کے لیے چلنا ممکن نہیں ہے ۔ صرف ایک ٹانگ سے آپ چل نہیں سکتے آپ کو دوسری ٹانگ کی ضرورت ہے ۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

دستور کا پورا structure یہ ہے کہ اس ملک میں اقتدار اللہ کی طرف سے دی ہوئی امانت ہے اور اس امانت کو عوام کے منتخب نمائندے عوام کی مرضی کے مطابق انجام دیں گے Objectives Resolution پر دستور کا پورا structure مبنی ہے۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ پارلیمنٹ وجود میں رہے۔ اور کوئی وقت ایسا نہ آئے جب کہ یہ elected Houses موجود نہ ہوں۔ اب ان elected Houses کے موجود رکھنے کا structure یہ ہے کہ سینیٹ ایسا ادارہ ہے جسے dissolve نہیں کیا جا سکتا لیکن نیشنل اسمبلی ایک ایسا ادارہ ہے جسے dissolve کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسے انداز میں جس کے نتیجے کے طور پر جمہوری نظام کی continuity متاثر نہ ہو اور اگر کوئی ایسا راستہ اختیار کیا جاتا ہے جس کے نتیجے کے طور پر جمہوری اور نمائندہ نظام کی continuity باقی نہیں رہتی تو وہ دراصل اس پورے دستور کا violation ہے۔

جناب والا! یہ ایوان اگر ایک قرارداد پاس کرتا ہے، ریزولیوشن پاس کرتا ہے، ایک قانون پاس کرتا ہے۔

لیکن نیشنل اسمبلی موجود نہیں ہے۔ جس میں اس کی توثیق ہو سکے یا ترمیم ہو سکے تو محض یہ ایوان کوئی قانون سازی نہیں کر سکتا۔ نہ عام لیجسلیشن نہ دستوری قانون سازی۔ ایک ایوان نے اگر کسی بل کو منظور کر لیا ہے اور دوسرے میں وہ پیش نہیں ہوا ہے، وہ lapse ہو جاتا ہے۔ اور اہم ترین مثال آپ کے سامنے نویں ترمیمی بل کی ہے۔ کہ نویں ترمیمی بل کو اس ایوان نے منظور کیا وہ معلق رہا۔ اسمبلی پر صدر محترم نے اپنے خطاب میں الزام لگایا کہ اس حکومت نے اس معاملے میں تساہل سے کام لیا ہے۔ لیکن اسمبلی کے dissolution نے نویں ترمیم کو دفن کر دیا۔ وہ معلق تھا وہ برزخ میں تھا ابھی مرا نہیں تھا۔ لیکن اب اس طریقے سے اسے ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ دستوری پوزیشن ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ دونوں ایوانوں کو وجود میں رہنا چاہیئے۔ اور اگر دستور کے تحت کسی وقت ایک ایوان جو dissoluble ہے dissolve ہو تو اس انداز میں dissolve ہو کہ فوری طور پر elected نظام وجود میں آ سکے۔ میں نے جہاں تک مطالعہ کیا ہے جناب والا! یہ پارلیمانی روایت

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہے کہ جب ایک پارلیمنٹ کو جمہوری نظام میں dissolve
کیا جاتا ہے اسی وقت نئے انتخاب کا اعلان کیا جاتا ہے۔
یہ دونوں اقدام ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ سپیکر آف دی
ہاؤس جاری رہتا ہے۔ تا آنکہ نئی اسمبلی آ جائے۔ اس
کے لیئے وقت متعین کیا جاتا ہے۔ کہ چند دنوں کے اندر
اندر یہ کام پورا ہو جائے اور ہمارے دستور میں یہ حد
۹۰ دن کی رکھی گئی ہے۔ اس لیئے آپ یہ دیکھئے کہ
دستور میں خواہ عام حالات میں اسمبلی کی عمر مکمل ہو رہی
ہو تب بھی یہ لازم ہے کہ اس کی عمر ختم ہونے سے ۹۰
دن کے اندر اندر انتخابات ہو جائیں اور اگر صدر اپنی بات
discretion سے اسمبلی dissolve کرتا ہے جب بھی ۹۰ دن کے
اندر اندر انتخابات ہو جائیں۔ کوئی قانون سازی بذریعہ
آرڈیننس نہیں ہو سکتی جس کی عمر چار مہینے سے زیادہ ہو۔
آپ بڑے سے بڑا قانون لے آئیے آرڈیننس کے ذریعے سے،
لیکن وہ infant mortality کی نذر ہو جائیگا۔ اگر اس زمانے میں اسمبلی
وجود میں نہیں آجاتی، budgetary expenditure آپ کو ایک سو بیس

دن سے زیادہ کا allow نہیں کرتے، دوسرے الفاظ میں Constitution کا پورا structure یہ ہے کہ یہ دونوں ادارے موجود رہنے چاہئیں اور اگر کبھی کسی وجہ سے ایک ادارہ dissolve ہو تو پھر فوری طور پر نیا انتخاب ہو جائے تاکہ یہ process منقطع نہ ہونے پائے لیکن جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے ضمانت اس چیز کے اندر تھی کہ جس وقت اسمبلی dissolve ہو اسی وقت نئے انتخاب کی تاریخ کا اعلان کر دیا جائے اور یہ سارا process ۹۰ دن کے اندر اندر مکمل ہو جائے اگر یہ راستہ اختیار نہیں کیا جاتا اور پھر جن آراء کا اظہار سرکاری اور غیر سرکاری محاذوں سے کیا جا رہا ہے کہ جس میں کبھی آرٹیکل ۲۵۴ کا سہارا لیا جا رہا ہے کہ صاحب دستور میں ایک شق ایسی بھی ہے کہ اگر کوئی کام اپنی متعین مدت کے اندر نہ ہو پائے تو ٹھیک ہے اس کو موخر کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اس کا کوئی تعلق اس معاملے سے نہیں ہے وہ ایک جنرل کلاز ہے الیکشنز کو دستوری تقاضوں کے تحت نہ کرانے کے لیئے اسے invoke نہیں کیا جا سکتا یہاں یہ بات کہی جا رہی ہے کہ ٹھیک ہے یہ سالوں کا نہیں مہینوں کا مسئلہ ہے دو چار ہفتے اگر آگے بڑھ جاتا ہے تو کیا ہوا دو چار مہینے اگر آگے بڑھ جاتا ہے تو کیا ہوا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جس دستور کا حلف اٹھایا ہے اور جو ہمارے سیاسی نظام کی بنیاد ہے وہ structure ایسا ہے کہ اس میں منتخب اداروں کا ہر وقت موجود ہونا اور اگر جزوی طور پر وقتی طور پر وہ

[Prof. Khurshid Ahmed]

dissolve ہوں تو اس process کا وجود میں آ جانا جس کے نتیجے کے طور پر نئی اسمبلی کو وجود میں آنا ہے۔ اگر یہ بیک وقت نہیں ہوتا ہے تو یہ دراصل دستور کی پوری سکیم کو disrupt کرنے کے مترادف ہے۔

جناب والا! اس premise کے بعد میں آپ کی توجہ دستور کی دفعہ ۵۸ کی طرف مبذول کروں گا جس کے تحت یہ اقدام ہوا ہے۔ جناب والا! میں آپ کو یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جس وقت یہ دستوری ترمیم آئی، اکتوبر ۱۹۸۵ میں، اسی ایوان نے اس پر غور کیا، جس شکل میں یہ پاس ہوئی ہے اور جس شکل میں یہ introduce ہوئی تھی دونوں میں بڑا فرق ہے اور آپ اس امر سے واقف ہیں کہ interpretation of statutes کے اصولوں میں سے ایک اصول intent of the legislatures بھی ہے letters of the law کے ساتھ ساتھ وہ background بھی دیکھی جاتی ہے جس میں وہ لیجسلیشن ہوئی ہے۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جس وقت یہ ترمیم پارلیمنٹ کے سامنے پیش کی گئی تھی۔ تو اس کے الفاظ یہ تھے کہ صدر جب چاہے اپنی discretion میں اسمبلی کو dissolve کر سکتا ہے، پارلیمنٹ نے اس کو اس شکل میں ماننے سے انکار کر دیا۔ دو مہینے تک بحث و مباحثہ ہوا اور اس کے بعد پھر ان الفاظ میں مرتب ہوئی جو اس وقت آپ کے دستور میں پائے جاتے ہیں اس

پس منظر میں میں چاہوں گا۔ کہ آپ اس امر پر غور کریں کہ
بلاشبہ دو راستے اس کے اندر دیئے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

Article 58 (1)—"The President shall dissolve the National Assembly if so advised by the Prime Minister; and the National Assembly shall, unless sooner dissolved, stand dissolved at the expiration of forty-eight hours after the Prime Minister has so advised."

یہاں یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ دستور نے یہ کہہ دیا کہ
اگر وزیراعظم کی advice کے باوجود اسمبلی کو dissolve
نہیں کیا جاتا تو پھر ۴۸ گھنٹے کے اندر آپ سے آپ اسمبلی
dissolve ہو جائے گی۔ دوسری چیز یہ ہے کہ

58 (2) "Notwithstanding anything contained in clause (2) of Article 48, the President may also dissolve the National Assembly in his discretion where, in his opinion—

(a) a vote of no-confidence having been passed against the Prime Minister, no other member of the Assembly is likely to command the confidence of the majority of the members of the National Assembly in accordance with the provision of the Constitution, as ascertained in a session of the National Assembly summoned for the purpose; or

(b) a situation has arisen in which the Government of the Federation cannot be carried on in accordance with the provisions of the Constitution and an appeal to the electorate is necessary."

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک absolute discretion
ہوتا ہے اور ایک limited discretion ہوتا ہے دستور کی اس دفعہ میں
ہمیں limited discretion کا تصور ملتا ہے اگر یہ بات ہوتی کہ وہ
اپنی discretion پر جب چاہے dissolve کر سکتا ہے۔ تو یہ
absolute discretion ہوتی، لیکن محض discretion کافی نہیں ہے، discretion

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ in his opinion دونوں میں سے کوئی ایک صورت بنی ہو۔ اور دونوں چیزیں متعین صورتیں ہیں یہ کوئی elusive, uncertain چیز نہیں ہے ایک بہت واضح شکل یہ ہے کہ ایک Prime Minister vote of confidence lose کر گیا ہے اور کوئی دوسرا شخص confidence حاصل نہیں کر سکا اب فی الحقیقت ایک ایسا constitutional break-down ہے کہ we have to go back to the people, دوسری شکل یہ ہے کہ constitutional machinery fail ہو جائے۔ کہ فیڈرل گورنمنٹ کام نہ کر سکے بالفاظ دیگر absolute discretion نہیں ہے بلکہ discretion کو ان دونوں میں سے کسی ایک سے وابستہ ہونا چاہیئے اور میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ۲۹ مئی کے اقدام میں ان دونوں میں سے کون سی چیز موجود تھی۔

جناب والا! یہاں سے میں transition کروں گا قانون اور دستور سے سیاسی معاملات کی طرف لیکن اس طرف جانے سے پہلے میں ایک بار پھر آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ اس آرٹیکل میں بھی جو بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ

> "A situation has arisen in which the Government of the Federation cannot be carried on in accordance with the provisions of the Constitution and an appeal to the electorate is necessary."

دوسرے الفاظ میں مسئلہ۔ محض کسی اسمبلی کو dissolve کر دینا

نہیں ہے ، کسی وزیراعظم کو ہٹا دینا نہیں ہے کسی کیبنیٹ کو ڈس مس کر دینا نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں تو عوام سے استصواب کرنا ہے ، عوام سے رائے لینی ہے ، دوسرے الفاظ میں خود ان الفاظ کا تقاضا یہ ہے ان کی سپرٹ یہ ہے کہ اگر کبھی اس پرووژن کی بناء پر صدر قومی اسمبلی کو توڑتا ہے تو اس اقدام کے ساتھ ساتھ نئے الیکشن کی تاریخ کا اعلان بھی کرے یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں یہ دونوں inseparable ہیں اس لیئے کہ اصل معاملہ یہ نہیں ہے کہ ایک کابینہ کو بس جب چاہیں ہٹا دیں اور جب چاہیں ایک care taker کابینہ بنا دیں ، یہ اختیار اس دستور نے اس کو نہیں دیا اس دستور نے صرف یہ اختیار دیا ہے کہ اگر constitutional break-down ہو جائے تو پھر وہ دوبارہ الیکشن کروائے اس لیئے میری نگاہ میں اسمبلی کا dissolution اور الیکشن کی تاریخ کا اعلان یہ ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں ، اگر ان میں سے ایک کو اختیار کیا جاتا ہے اور دوسرے کو نہیں کیا جاتا تو یہ دراصل دستور کے الفاظ اور اس کی سپرٹ کی خلاف ورزی ہے اور یہ ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرے گا کہ یہ اقدام کیا arbitrarily ہوا ہے کیا malafide ہوا ہے ۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

کیا وجوہ ہیں۔ جس کی بناء پر یہ اقدام کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو explanations اسمبلی کو توڑنے اور وزیراعظم اور اس کی کیبنیٹ کو dissolve کرنے کے لیے دی گئی ہیں، میں نے ان کا بار بار مطالعہ کیا ہے، ۲۹ تاریخ کے اعلان کا بھی اور ۳۰ تاریخ کی تقریر کا بھی مطالعہ کیا ہے، مجھے کہیں اس میں یہ الفاظ نہیں ملے جو دستور کہتا ہے کہ

"A situation has arisen in which the Federation cannot be carried on in accordance with the provisions of the Constitution."

یعنی constitutional break-down کی بات نہیں ہے۔ پہلی بات یہ کہی گئی ہے کہ یہ اسمبلی کرپٹ تھی، انہوں نے corruption پھیلائی تھی، پلاٹ لیئے، قرضے معاف کروائے ہیں، رشوت بڑھی ہے، یہ تمام چیزیں بہت ہی بری چیزیں ہیں اور جس کسی نے ان کا ارتکاب کیا ہو اس پر قانون کی مکمل گرفت ہونی چاہیئے اس کو پوری پوری سزا ملنی چاہیئے، چاہے وہ وزیراعظم ہو، چاہے وہ وزیر ہوں چاہے وہ اسمبلی کے ممبران ہوں، چاہے وہ سینیٹرز ہوں،

چاہے وہ چیف منسٹرز ہوں یا کوئی بھی ہوں۔ لیکن جناب والا! یہ بات کہ ملک میں رشوت ہے corruption ہے یا اسمبلی کے لوگوں نے corruption کی ہے اس کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ constitutional machinery break-down ہوگئی ہے اور اب دستور کے مطابق فیڈریشن کا نظام نہیں چل سکتا اس لیے کہ اس دستور میں اس بات کی پوری گنجائش موجود ہے کہ ایک کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو وزیراعظم بنایا جاسکتا ہے، نئی کیبنیٹ بن سکتی ہے vote of confidence لیا جا سکتا ہے لیکن جو scenario create کیا گیا وہ یہ ہے کہ آپ نے مرکزی اسمبلی، مرکزی حکومت، صوبائی اسمبلیاں، صوبائی حکومتوں کو بیک بینی و دوگوش ختم کر دیا اور ابھی اس اعلان کی سیاہی بھی خشک نہ ہوئی تھی کہ اسی نام نہاد corrupt governments میں سے ایک صوبائی گورنمنٹ کے سربراہ کو آپ نے care taker Chief Minister بنا دیا۔ اب وہ چیف منسٹر corrupt تھا یا وہ کیبنیٹ corrupt تھی یا وہ اسمبلی corrupt تھی یہ اس اقدام کے کرنے والوں کو طے کرنا ہے۔ ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں وہ یہ ہے۔ ایک سانس میں آپ کہتے ہیں کہ اسمبلی corrupt ہے یہ گورنمنٹ corrupt ہے یہ کیبنیٹ corrupt

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہے پھر آپ اسی کے چیف منسٹر کو کیئر ٹیکر چیف منسٹر بنا دیتے ہیں۔ پھر آپ دو ہفتے اپنی کیئر ٹیکر گورنمنٹ بنانے کے لیئے لیتے ہیں، میں اس طرف الگ سے آؤں گا کہ اس کے تقاضے کیا ہیں مجھے جاوید جبار صاحب سے اتفاق ہے کہ یہ کام بھی ساتھ ہونا چاہیئے تھا لیکن دستور میں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ کیئر ٹیکر گورنمنٹ کے نام پر سیمی یا quasi پریذیڈنشل سسٹم نافذ کر دیا جائے۔ صوبوں میں گورنرز رول کی گنجائش ہے لیکن پریذیڈنشل رول کی مرکز میں گنجائش نہیں ہے یہ بھی دستور کی خلاف ورزی ہے۔ لیکن جناب والا! میں ابھی اس پر نہیں آیا ہوں میں ابھی جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ نے corruption کا چارج لگا کر اس کو ختم کیا لیکن جس کیبنیٹ کو آپ نے ڈس مس کیا تھا ماشاءاللہ آپ کے ۱۷ وزیروں میں سے دس وزیر اسی کیبنیٹ کے گل سرسبد تھے۔ کہاں گئی corruption ۔ کیا وجہ تھی جس کی بنا پر آپ نے یہ اقدام کیا ہے اور کیا فی الحقیقت corruption پائی جاتی ہے اس کے معنی آئین کے break-down کے ہیں اور کیا یہ corruption اور یہ رشوت ۸۵ء سے پہلے نہیں تھی کیا

یہ حقیقت نہیں ہے کہ صدر صاحب نے خود مارشل لاء کے زمانے میں یہ کہا ہے کہ جو کام پہلے پچاس روپے میں ہوتا تھا اب وہ ۵۰۰/ روپے میں ہوتا ہے اگر دس گنا corruption ان کے اعتراف کے مطابق ان کے زمانے میں ہوئی ہے تو پھر اس کی بنیاد پر یہ کہنا کہ آرٹیکل ۵۸ (۲) invoke کیا جا سکتا ہے اور constitutional break-down ہو گیا ہے یہ آئین کے ساتھ ایک مذاق ہے۔ دوسری بات جناب والا! یہ کہی گئی ہے کہ اس ملک میں lawlessness ہے۔ کرائمز بڑھ رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ صحیح ہے ایسا ہو رہا ہے اور یہ بڑا غلط ہے ہم سب اس پر چیخ رہے ہیں، آہ و بکا کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ مارشل لاء کے زمانے میں بھی ہوا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ مارشل لاء کا نام ہی اس قانون کا ہے جس میں اور کچھ ہو نہ ہو کم از کم امن تو حاصل ہوتا ہے لیکن ہمارے مارشل لاء میں جرائم بڑھے، قتل و غارت گری، سبوتاژ، بنک ڈکیتیاں highwaymanship یہ ساری چیزیں یہاں ہوئی ہیں اور وہی سلسلہ اس سول حکومت کے زمانے میں بھی بڑھا لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی بنیاد کے اوپر کیا یہ بات کہی جا

[Prof. Khurshid Ahmed]

سکتی ہے کہ ملک کی آئینی مشینری ناکام ہو گئی ہے ۔ فیڈرل گورنمنٹ کے لیے provisions of the Constitution کے مطابق کام کرنا ممکن نہیں رہا ۔ ان دونوں میں کوئی تعلق نہیں ہے اور جناب والا! مجھے آپ بے ادبی کے لیے معاف کریں لیکن سول حکومت کے اوپر جو چارج شیٹ لگائی گئی ہے ۔ میں نئی وزارت کو دیکھ کر یہ کہنا چاہتا ہوں ۔ میرے لیے سب ساتھی بڑے محترم ہیں میرے ان سے ذاتی تعلقات ہیں ۔ لیکن ہم ایک اصولی بات کر رہے ہیں ذاتی بات نہیں کر رہے لیکن یہ ایک عجیب لطیفہ ہے کہ lawlessness Crimes گویا administration اور Interior کا failure ہے ۔ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۸ء تک جو افراد اس ملک میں Minister of Interior رہے خواہ وہ مارشل لاء کے زمانے میں رہے ہوں یا سول زمانے میں وہ تینوں اس کیبنیٹ کے اندر موجود ہیں ۔ ایک طرف آپ یہ چارج لگاتے ہیں کہ کرائمز بڑھ رہے ہیں Interior Ministry فیل ہو گئی ہے law-lessness موجود ہے اور دوسری طرف وہ سارے افراد جو اس کے ذمہ دار ہیں یعنی Ministers of Interior ان کو آپ نے اس کیبنیٹ میں سجا لیا ہے کیا تعلق ہے دستور کی پرووژن کا اور آپ کی ایڈمنسٹریشن کا ۔

تیسری بات جناب والا! یہ کہی گئی ہے کہ شریعت کے ساتھ، اسلام کے ساتھ اس زمانے میں تساہل اور سہل انگاری سے کام لیا گیا ہے۔ مجھے اس بات سے اتفاق ہے میں آن ریکارڈ اس حکومت پر بھرپور تنقید کرتا رہا ہوں۔ اسلام کے معاملے میں اس کے دوغلے پن اس کی کمزوری اس کے تساہل پر ـــــ لیکن معاف کیجئے گا جہاں تک دستور کا تعلق ہے اس معاملے میں ان کی جو کوتاہی ہے اس سے کوئی constitutional break-down نہیں ہوا ہے۔ اور پھر یہ بھی دلچسپ بات ہے آپ نے کہا کہ اسمبلی نواں ترمیمی بل پاس نہ کر سکی لیکن جیسا میں نے عرض کیا کہ آپ کے اقدام کی وجہ سے تو وہ نواں ترمیمی بل قتل ہو گیا۔ آپ نے کہا کہ شریعت بل کا راستہ روکا گیا۔ لیکن پھر مجھے معاف رکھا جائے اگر میں کہوں کہ ماشاءاللہ جو وزیر عدل و پارلیمانی آفیئرز نہ اس سول حکومت میں تھے۔ جو شریعت بل کا راستہ روکے ہوئے تھے نئی کیبنٹ میں بھی وہی اس اہم مقام پر پائے جاتے ہیں۔

آپ ایک شریعت آرڈیننس لائے ہیں مجھے اس پر الگ سے بات کرنے کا موقع ملے گا اب ٹائم نہیں ہے کہ میں تفصیل سے بات کروں۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شریعت کے نام پر جو مذاق اس آرڈیننس کی شکل میں کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد اس پرائیویٹ شریعت بل کو ہائی جیک کرنا، سبوتاژ کرنا،

[Prof. Khurshid Ahmed]

ineffective بنانا ہے جو اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اور جس پر ہم نے تین سال صرف کیے ہیں ۔ اس کے سوا اس کا کوئی مقصد نہیں ہے اس آرڈیننس سے اس صورت میں سرمو بھی improvement نہیں ہوئی ہے جو اس آرڈیننس کے بغیر موجود تھی ۔ بلکہ چند چیزیں ایسی ہیں جس میں ہمارے قدم پیچھے گئے ہیں اور اس ملک کی عدالتوں خصوصیت سے کراچی کی ہائیکورٹ اور پنجاب کی ہائیکورٹ نے جسٹس تنزیل الرحمن کے تین ججمنٹس جو دیئے ہیں ۔ ان کی روشنی میں آرٹیکل 2(A) کی بنیاد پر عدالتوں نے اپنے لیے کام کا ایک نیا راستہ کھولا تھا اور وہ راستہ اس حیثیت سے اہم تھا کہ وہ قرآن و سنت کی بنیاد پر قانون ہی نہیں معاہدات ، ایگزیکٹو آرڈرز کو بھی ایگزامن کر رہے تھے جو فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرے سے باہر ہیں اور صرف یہی نہیں کہ وہ قانون کو کالعدم قرار دے رہے ہیں بلکہ وہ اس کے نتیجے کے طور پر injunctions اور relief دونوں فراہم کر رہے تھے جو پہلے حاصل نہیں تھا ۔ اب جو کچھ آپ نے کیا ہے اس کے بعد عدالتوں کے لیے یہ چیز مشکل ہو جائے گی اس لیے کہ آپ نے ایک نئی jurisdiction create کر دی ہے اور اس میں جو راستہ اختیار کیا ہے

وہ یہ ہے کہ انشاءاللہ ہر فیصلہ جو ہے وہ آٹھ آٹھ نو نو سال لٹکا رہے گا۔ اس طرح اسلام کو پھر آپ نے اسی طرح معرض تعویق میں ڈال دیا ہے جس طرح ماضی میں ڈالا تھا۔ اور یہ بھی میں ان کو یاد دلاؤں۔ سپریم کورٹ میں فیڈرل شریعت کورٹ کی ججمنٹ کے خلاف جو اپیلیں دائر ہیں ان میں سے بیشتر وہ ہیں جو ۱۹۸۵ء سے پہلے دائر کی گئی ہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں جن کو وہاں ۷ سال ہو گئے ہیں۔ وہ بھی ہیں جن کو پانچ اور چھ سال ہو گئے ہیں اور ایسے ایسے اہم مسائل پر ہیں جن میں قصاص و دیت کا مسئلہ ہے جن میں compounding issues ہیں جن میں پرلیس اینڈ پبلی کیشنز آرڈی نینس ہے ان سب پر آپ اپیل میں گئے ہیں اور وہ کیسز وہاں پر لٹکے ہوئے ہیں۔

جناب والا! شریعت کا نام آپ نے ضرور لیا ہے لیکن مجھے معاف کریں اگر میں یہ کہوں ؎

گلہ جفا وفا نما جو حرم کو اہل حرم سے ہے

جو کسی بتکدے میں بیاں کروں تو صنم بھی کہے ہری ہری

آپ نے شریعت کا سہارا ضرور لیا ہے لیکن وہ کوئی jurisdiction فراہم نہیں کرتا اس اقدام کے لیئے جو یہاں کیا گیا ہے۔ آپ سیاسی

[Prof. Khurshid Ahmed]

تجزیہ کریں تو آپ یہ پائیں گے۔ دستور نے جس نوعیت کے حالات میں صدر کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ اسمبلی کو dissolve کر سکے اور جو explanations دی گئی ہیں جو سہارا لیا گیا ہے۔ ان دونوں میں کوئی مطابقت نہیں ہے اور دوسری چیز یہ کہ اس کے ساتھ ساتھ الیکشن کا اعلان نہیں کیا گیا جو اس شبہ کو جنم دیتا ہے کہ یہ سارا کھیل ایک بار پھر جمہوریت کی گاڑی کو جو کسی نہ کسی طرح لشتم پشتم چلنی شروع ہو گئی تھی پٹڑی سے اتارنے کے لیئے کیا گیا ہے۔ اور وہ افراد جو اس ملک میں فی الحقیقت عوام کی حکمرانی نہیں چاہتے اپنی من مانی کرنا چاہتے ہیں اگرچہ اب دستور کے تحت کسی کے لیئے من مانی کا امکان نہیں ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر آئندہ اس دستور سے کھیلا گیا اور ۹۰ دن کے اندر انتخاب نہ کرائے گئے تو پھر خدا نخواستہ اس دستور ہی کی جان پر بن جائیگی اور خدا کرے کہ وہ دن کبھی نہ آئے اس لیئے کہ اس ملک میں خدا نخواستہ اس دستور کو آپ نے توڑ دیا تو اس کے بعد مجھے شبہ ہے کہ آپ پھر کبھی دستور نہیں بنا سکیں گے اس لیئے خدارا اس نزاکت کو محسوس کیجیئے۔ دستور سے، قانون سے، یہ کھیل ختم کیجیئے۔ سیاست کرنے کا حق ہمیں بھی ہے۔ آپ کو بھی ہے لیکن

کچھ ضابطے ہیں، کچھ اصول ہیں، ان کے مطابق کام کیجئے اور اگر ان اصولوں اور ضابطوں کا احترام آپ نے نہ کیا تو آپ کا انجام بھی تاریخ کے ان افراد سے مختلف نہیں ہو گا جنہوں نے اپنے اپنے دور میں اپنے آپ کو بڑا مضبوط سمجھ کر، عقل کل سمجھ کر اس قسم کے کھیل رچائے ہیں اور پھر خود بھی تباہ ہوئے ہیں اور ملکوں کو بھی تباہ کیا ہے۔ ہماری تاریخ بدقسمتی سے عباسی دور سے لیکر آجتک بونا پارٹ ازم اور اس نوعیت کے فتنوں اور اس نوعیت کی کشمکش سے بھری پڑی ہے۔ کاش کہ ہم اس سے کوئی سبق سیکھیں۔

جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خواہ آپ دستور کے اعتبار سے لیں خواہ آپ قانون کی نگاہ سے دیکھیں خواہ آپ ملک کی سیاست کے اعتبار سے لیں، آپ یہ پائیں گے کہ یہ اقدام ایک malafide اقدام ہے۔ اس کے لیے کوئی justification دستور کے اندر نہیں ہے۔ اس کے نتیجے میں اس ملک کی پارلیمنٹ کو بدنام کیا گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں پارلیمنٹ کے تمام ارکان کو بلا استثناء، بلا تمیز اس کے کس کا دامن پاک ہے اور کس کا دامن پاک نہیں ہے سب پر الزام لگایا گیا ہے میں پھر یہ بات

[Prof. Khurshid Ahmed]

کہتا ہوں کہ جس کسی نے رشوت لی ہے corruption کا شکار ہوا ہے ناجائز پلاٹ لیئے ہیں اور بیچے ہیں اس ملک کے قانون کے تحت اس کے خلاف اقدام کیجیئے اور یہ قوم اسے welcome کرے گی ۔ یہ پارلیمنٹ اس کو welcome کرے گی ۔ لیکن ان چیزوں کا سہارا لیکر پوری پارلیمنٹ کو بدنام کرنا ، جمہوری اداروں کو بدنام کرنا اور پوری اس جمہوری تحریک کو بدنام کرنا اور پٹڑی سے آتار دینا بڑا ظلم ہے یہ بڑی زیادتی ہے اس کے بڑے خطرناک نتائج نکلیں گے ۔ ہمیں آنکھیں کھولنی چاہئیں اور ان خطرات کو دیکھنا چاہیئے اور پھر یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ کس طرح ہم اس دستور کو بچا لیں ۔ دستور کے مطابق الیکشن کروالیں اور یہ اس پارلیمنٹ کی بھی ذمہ داری ہے اور اس ایوان کی بھی ذمہ داری ہے ۔

جناب والا ! آج جب کہ سینیٹ باقی رہ گیا ہے جہاں ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں اور سینیٹ کا فرض اور اس کی ذمہ داری ہے کہ اس چیز کا نوٹس لے تاکہ آپ اس دستور، ملک کی پارلیمنٹ اور اس جمہوری تحریک کو جو یہاں ابھری ہے بچا سکیں اور راستے پر ڈال سکیں ۔ اس لیئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک

طرف ہمیں اس امر کو واشگاف الفاظ میں کہنا چاہیئے کہ یہ اقدام دستور کے الفاظ کی سپرٹ کے خلاف ہے ۔ اور جو explanations دیئے گئے ہیں ۔ ان کے مطابق انہوں نے پارلیمنٹ کو disrepute کیا ہے ۔ پارلیمنٹ کی as an elected institution ہتک ہوئی ہے ۔ اس کی عزت کے ساتھ کھیلا گیا ہے جس کی اجازت کسی کو نہیں ہے ۔ جس طرح یہ اجازت کسی کو نہیں ہے کہ وہ فوج کی عزت کے ساتھ کھیلے چند افراد کی غلطیوں کی وجہ سے ، اسی طرح کسی کو یہ حق بھی نہیں ہے کہ چند افراد کی غلطی کی بنا پر Parliament as an institution, Assembly as an institution, democracy as an institution پر وہ اس قسم کے الزامات ان پر لگائے ، اور بلا ثبوت کے لگائے یہ درست نہیں ہے ۔ اگر آپ کے پاس ثبوت ہے تو میدان میں آیئے ۔ ان لوگوں کو prosecute کیجیئے اور اگر آپ کے پاس ثبوت نہیں ہے تو آپ کو حق نہیں ہے کہ آپ لوگوں کی عزت کے ساتھ کھیلیں ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام میں قذف کا ایک قانون ہے ۔ اور قذف کے قانون کے معنی یہ ہیں کہ اگر آپ کسی شخص کی آبرو اور عزت پر حملہ کرتے ہیں اور آپ کے پاس شہادت ہے تو یہ ثابت کیجیے اور اگر ثابت نہیں کر سکتے ہیں تو وہی سزا آپ کو دی جائے گی ۔ وہ ۸۰ کوڑے آپ کی کمر پر لگیں گے اگر آپ نے جھوٹا الزام لگایا ۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

جناب والا! میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ وقت ہے کہ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم اس وقت، وقت کی we are on trial ضرورت کو پورا کر سکیں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ میرے خیال میں اس بحث کو اگلے دن بھی continue کرنا پڑے گا۔ کیونکہ مضمون کچھ ایسا ہے کہ بہت سے دوسرے حضرات بھی اس پر اظہار خیال کرنا چاہیں گے۔ اسوقت چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے۔ جیسے میں نے آپ حضرات سے عرض کیا تھا کہ صدر صاحب کی دعوت کا بھی لحاظ رکھنا ہے۔ تو اس سیشن کو اس وقت......

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, before you adjourn the session may I make a request Sir.

Mr. Chairman : Please.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, you were pleased to kill my adjournment motion in the Chamber. I have all the respect for your decision but I have requested the Finance Minister, since he is allowing Industrialists, Presidents of Chambers of Commerce and Industries and all types of people to express their grievances, he may give this Senate an opportunity, since there is no National Assembly, to discuss the budget and we may be able to give him good suggestions which he may accept. So, I would through you......

Mr. Chairman : The Finance Minister and the Senator can meet outside the House and discuss anything under the sun. But I can not allow anything which the Constitution debars from being discussed in this House.

Prof. Khurshid Ahmed : Mr. Chairman, while we are on this point, may I at least remind the Finance Minister that it has been a tradition in the past that budget documents had always been placed on the Table although we had not discussed it. But this has been a tradition that we had always received budget documents in the Senate.

Mr. Chairman : You are correct there. So, this session is adjourned to meet tomorrow at 5-45 p.m. as a Private Members Day.

[*The House adjourned to meet again at* 5-45 *p.m. on Sunday, July* 10, 1988].

PCPPK–Litho/1123/88-89/Senate–26-1-92.—300 Books.